REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO R.N. 61/57

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٭ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ٭ و علی عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO P/GDP-23

جلد ۴۴ — شمارہ ۴۳

"ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ"

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر: منیر احمد خادم

نائبین: قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرح چندہ: سالانہ ۱۰۰ روپے۔ بیرونی ممالک بذریعہ ہوائی ڈاک ۱۰ پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن، بذریعہ بحری ڈاک ۵ پاؤنڈ یا ۸ ڈالر امریکن

THE WEEKLY BADR QADIAN 143516

ہفت روزہ بدر قادیان — ۱۳۷۴ ۱۹

یکم جمادی الثانی ۱۴۱۶ ہجری — ۲۶ اخاء ۱۳۷۴ ہش — ۲۶ اکتوبر ۱۹۹۵ء

اخبار احمدیہ

لندن ۲۴ اکتوبر (ایم ٹی اے) سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بخیر وعافیت ہیں۔

احباب جماعت اپنے جان ودل سے پیارے آقا کی صحت وسلامتی درازیٔ عمر مقاصد عالیہ میں معجزانہ کامیابیوں اور خصوصی حفاظت کے لئے درد دل سے دعا جاری رکھیں۔

اَللّٰھُمَّ اید امامنا بروح القدس و متعنا بطول حیاتہ وبارک فی عمرہ وامرہ۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کا نہایت کامیاب دورہ جرمنی

جلسہ سالانہ جرمنی سے خطاب، ذرائع ابلاغ کے نمائندگان اور ممبران پارلیمنٹ سے گفتگو

احباب جماعت سے ملاقاتیں، وسیع پیمانہ پر تبلیغی نشستوں میں شرکت

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ سالانہ جرمنی کے موقعہ پر ۶ ستمبر ۱۹۹۵ء کو جرمنی میں ورود فرما ہوئے یہاں حضور پرنور نے جلسہ سالانہ میں خطابات کے علاوہ جرمنی کے دور دراز علاقوں کا تفصیلی دورہ بھی فرمایا جگہ جگہ مجالس سوال وجواب میں شرکت فرمائی اور ہزاروں افراد تک پیغام حق پہنچا کر دعوت الی اللہ کا فریضہ سرانجام دیا حضور ایدہ اللہ نے اس دورہ کے دوران جماعت احمدیہ جرمنی کے تمام ریجنز فرانکفورٹ، سٹٹگارٹ، میونخ، کاسل، کوبولن، اور ہمبرگ میں تشریف لیجا کر سینکڑوں احباب جماعت سے انفرادی واجتماعی ملاقاتیں بھی فرمائیں۔ پندرہ روز تک نہایت مصروف وقت گزارنے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ ۲۰ ستمبر کو ساڑھے نو بجے شب بیت الرشید ہمبرگ سے ہالینڈ کے لئے روانہ ہو گئے۔ الحمد للہ

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دورہ جرمنی کے آغاز پر ۶ ستمبر ۱۹۹۵ء کی صبح برسلز (بیلجیئم) سے روانہ ہو کر فرانکفورٹ تشریف لائے یہاں سب سے پہلے آپ مع قافلہ مسجد نور (فرانکفورٹ) کے عقب میں واقع قبرستان تشریف لے گئے۔ جہاں حضور نے حال ہی میں جماعتی خدمت کے دوران کار کے ایک حادثہ میں شہید ہونے والے نہایت مخلص اور فدائی دوست محترم مبشر احمد باجوہ صاحب نیشنل سیکرٹری سمعی وبصری کے مزار پر دعا کی اور اس موقعہ پر موجود شہید کے افراد خانہ کے ساتھ تعزیت کی یہاں حضور نے مبلغ سلسلہ محترم مسعود احمد صاحب جہلمی اور ایک اولین اٹالین نژاد احمدی دوست مکرم عبد الہادی کیوسی صاحب کے مزاروں پر بھی دعا کی۔ حضور انور یہاں سے مسجد نور میں ایک بج کر پینتالیس منٹ پر ورود فرما ہوئے تو یہاں موجود احباب و خواتین نے والہانہ انداز میں اھلاً وسہلاً ومرحبا کہتے ہوئے استقبال کیا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت تمام احباب کو شرف مصافحہ بخشا اور اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے یہاں پہنچنے کے تھوڑی ہی دیر بعد حضور مسجد تشریف لے آئے جہاں حضور نے نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہمراہ قافلہ میں حضور کی صاحبزادی بی بی طوبیٰ صاحبہ ایڈیشنل وکیل التبشیر محترم ہادی علی چوہدری صاحب پرائیویٹ سیکرٹری محترم سلیم احمد ظفر صاحب، عربی مترجم عبد المومن طاہر صاحب، باقی ص۱۱ پر

جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۵ء

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت احمدیہ کے ۱۰۴ ویں جلسہ سالانہ قادیان کے لئے ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ۱۹۹۵ء بروز منگل بدھ۔ جمعرات کی تاریخوں میں منعقد کئے جانے کی منظوری عطا فرمائی ہے۔

احباب اس روحانی جلسہ میں شمولیت کے لئے ابھی سے تیاری شروع کر دیں نیز جلسہ کی کامیابی کے لئے دعائیں بھی کرتے رہیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

میرزا احمد حافظ آبادی ایم اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر نگران بورڈ بدر قادیان

جماعت احمدیہ جرمنی کا سہ روزہ بیسواں جلسہ سالانہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوگیا

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے روح پرور خطابات، جرمنی سمیت تئیس ممالک کے ۱۷ ہزار احباب جماعت کی شرکت، جرمن لارڈ

اردو تقاریر کے ۸ زبانوں میں رواں تراجم، تین بھرپور تبلیغی نشستیں، ۵۰۰ افراد کا قبول حق، مہمانوں کے قیام و طعام کے انتظامات

(نمائندہ خصوصی اخبار احمدیہ) اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ جرمنی کا بیسواں جلسہ سالانہ اپنی مخصوص دینی روایات کے ساتھ مورخہ ۸، ۹ اور ۱۰ ستمبر تین دن تک MAIMARKT من ہائم میں جاری رہنے کے بعد بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوگیا الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ اس جلسہ سالانہ میں سیدنا امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بطور خاص لندن سے تشریف لاکر شرکت فرمائی اور شرکاء جلسہ کو اپنے روح پرور کلمات مبارکہ سے فیضیاب کیا۔ یاد رہے کہ حاضرین کی تعداد کے لحاظ سے اس وقت دنیا بھر میں ہونے والے تمام جلسہ ہائے سالانہ میں سب سے بڑا جلسہ ہے امسال اس میں جرمنی سمیت تئیس ممالک کے ۱۷ ہزار سے زائد احباب و خواتین نے شرکت کی۔

انتظامات و تیاری جلسہ گاہ

امسال ۳۹ مختلف شعبہ جات میں، دو ہزار سے زائد کارکنان نے ڈیوٹیاں دیں اور جلسہ کے انتظامات کو کامیابی سے چلانے کے لئے بہت محنت، جذبہ اور خلوص کے ساتھ دن رات کام کیا الحمد للہ کہ تمام انتظامات نہایت عمدگی اور خوش اسلوبی کے ساتھ انجام پائے۔ کئی ہفتے قبل مقام جلسہ کی تیاری اور اس ضمن میں مختلف انتظامات کا آغاز ہو چکا تھا۔ اس تیاری اور وقار عمل میں جماعت جرمنی کی متعدد جماعتوں کے سینکڑوں خدام نے حصہ لیا جس کی وجہ سے اس بار بھی جلسہ سالانہ کے زیادہ تر انتظامات وقت سے قبل ہی مکمل ہو چکے تھے۔

مردانہ جلسہ گاہ ایک وسیع و عریض ہال میں تیار کیا گیا جس میں تقریباً دس ہزار افراد کے بیٹھنے کی گنجائش تھی جلسہ گاہ اور سٹیج کو خوبصورتی کے ساتھ بینرز کے ذریعہ سجایا گیا تھا۔ مستورات کے لئے علیحدہ ایک بڑی مارکی میں انتظام کیا گیا تھا۔ جلسہ کی کارروائی کے رواں ترجمہ کا جرمن، انگلش، عربی، ترکش فرنچ، نیا نیت، بوزنین اور بنگلہ زبانوں میں انتظام کیا گیا تھا۔

معائنہ انتظامات جلسہ سالانہ:۔

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ جلسہ سالانہ جرمنی کے انتظامات کا معائنہ کرنے کی غرض سے ۷ ستمبر کی شام سوا سات بجے جلسہ گاہ واقع MAI MARKT من ہائم میں رونق افروز ہوئے تو امیر جماعت جرمنی محترم عبد اللہ واگس ہاؤزر صاحب اور افسر جلسہ سالانہ محترم عبد الرحمن مبشر صاحب نے حضور کا استقبال کیا یہاں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ کے انتظامات کا تفصیلی جائزہ لیا حضور انور، امیر صاحب جرمنی اور افسر جلسہ سالانہ کے ساتھ ہر شعبہ میں بنفس نفیس تشریف لیجا کر شعبہ کے ناظم سے انتظامات کی تفصیل دریافت فرماتے رہے اور کارکنان کو شرف مصافحہ بھی بخشتے رہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ معائنہ کے دوران بازار جلسہ گاہ میں بھی تشریف لے گئے جہاں حضور نے ایک ایک دوکان کا معائنہ فرمایا اور فروخت کے لئے تیار کی جانے والی اشیاء چکھیں اور ان کے معیار کے بارے میں ہدایات دیں۔ حضور جلسہ گاہ کا پورا چکر لگا کر افسر جلسہ سالانہ کے دفتر میں پہنچے تو افسر جلسہ سالانہ کی درخواست پر حضور نے کچھ دیر تک وہاں تشریف رکھی، اس دوران حضور نے انتظامات جلسہ کے بارہ میں بعض ہدایات دیں اور وہاں موجود کارکنان کے ساتھ مل کر اجتماعی دعا کی اس کے بعد حضور جلسہ گاہ کے ہال میں تشریف لائے تو امیر صاحب جرمنی نے حضور سے ہال کی وسعت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے درخواست دعا کی کہ خدا کرے کہ یہ ہال بھر جائے، جلسہ شروع ہوا تو سب نے اللہ کے فضل سے حضور کی یہ دعا قبول ہوتی ہوئی دیکھی کہ توقع سے بڑھ کر حاضری ہوئی اور سارا ہال پوری طرح بھرا رہا۔ الحمد للہ۔

افتتاح:۔

بیسویں جلسہ سالانہ جرمنی کے افتتاح کے لئے حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ۸ ستمبر ۱۹۹۵ء کو مئی مارکیٹ من ہائم تشریف لاکر دو بج کر تیس منٹ پر لوائے احمدیت لہرایا عین اسی لمحہ امیر جماعت جرمنی محترم عبد اللہ واگس ہاؤزر صاحب نے جمہوریہ جرمنی کا جھنڈا لہرایا اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے پنڈال میں تشریف لاکر خطبہ جمعہ سے جلسہ کا باقاعدہ افتتاح فرمایا جس میں حضور نے عبادت کی اہمیت واضح فرماتے ہوئے اس کے قیام پر زور دیا اور اس میں ترقی کرتے چلے جانے کے اصول کی طرف راہنمائی کی۔

اجلاس اوّل:۔

نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد مختصر وقفہ ہوا ۵ بجے سہ پہر مکرم چوہدری احمد مختار صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی کی صدارت میں اجلاس اوّل کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو سلیم احمد گیلانی صاحب نے کی بعد ازاں حفیظ الرحمن انور صاحب نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ منظوم کلام خوش الحانی سے سنایا اس موقعہ پر من ہائم کے ایک اعلیٰ سرکاری افسر MR. SCHMITT جو AUSLANDER BEAFTER کے عہدہ پر فائز ہیں بھی تشریف لائے اور حاضرین جلسہ سے جرمن زبان میں مختصر خطاب کیا اور سب کو خوش آمدید کہا اور جماعت احمدیہ سے اپنے خوشگوار تعلقات کا ذکر کیا۔ اس اجلاس میں مکرم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب نے مغربی ماحول میں ایک مسلمان کا کردار کے موضوع پر خطاب کیا آپ کے خطاب کے بعد ٹھیک چھ بجے سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ مستورات کے پنڈال میں تشریف لے جا چکے تھے چنانچہ پروگرام کے مطابق اس اجلاس کی کارروائی مستورات کے جلسہ گاہ سے مردانہ (باقی صـ۱۲ پر)

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
پروپرائیٹرز
حنیف احمد کامران
خاجہ شریف احمد
اقصیٰ روڈ ربوہ۔ پاکستان
PHONE:- 04524-649

طالبانِ دعا:۔
آٹو ٹریڈرز
AUT TRADERS
۱۶ مینگو لین کلکتہ ۷۰۰۰۰۱
فون نمبر:۔
۲۴۸۵۲۲۲
۲۴۸۱۹۵۲
۲۴۳۰۲۹۴

ارشاد نبویؐ
طلب الحلال جہاد
(حلال رزق طلب کرنا بھی جہاد ہے)
(منجانب:۔
سیکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی)

خطبہ جمعہ

آنے والے مہمان ہوں یا ان کے میزبان ہوں اگر وہ نماز قائم کرنیوالے نہیں تو اسی حد تک خدا تعالیٰ کی مہمانی کے وعدوں سے آپ خود کو محروم کرنیوالے ہیں

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ
فرمودہ ۲۱ جولائی ۱۹۹۵ء مطابق ۲۱ وفا ۱۳۷۴ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن

تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیات کی تلاوت فرمائی۔

وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ ۝ (حم السجدہ: ۳۲،۳۳)

پھر فرمایا آج کل چونکہ جلسہ سالانہ کے مہمانوں کی آمد آمد ہے اور جیسے بہار کے موسم میں کچھ پرندے پہلے پہنچ جاتے ہیں اور کہیں کہیں ان کے نغموں کی آوازیں سنائی دیتی ہیں کہیں درختوں کے جھنڈ میں ان کے رنگ دکھائی دیتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ اب بہار بہت پیچھے نہیں رہے گی اس وقت ہم اس کیفیت میں داخل ہو چکے ہیں اللہ کے فضل کے ساتھ سلسلے کے عشاق محبت کرنے والے دنیا کے کونے کونے سے یہاں نمونۃً جمع ہو چکے ہیں اور انشاء اللہ ان کے پیچھے یہاں جھنڈ کے جھنڈ ان روحانی پرندوں کے آنے والے ہیں۔ اس پہلو سے مقامی لوگوں پر جو مہمان نوازی کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے اس کے تعلق میں میں نے اس آیت کریمہ کی تلاوت کی تھی جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندوں کی مہمان نوازی کا ذکر ہے اور چونکہ سلسلہ مضمون صفات باری تعالیٰ پر جاری ہے اس لئے اسی تعلق سے میں نے وہ آیت چنی جس میں بظاہر ایسی صفات کا ذکر ہے جن کا مہمان نوازی سے تعلق نہیں ہے۔ مگر جیسا کہ میں نے پہلے بھی بیان کیا تھا قرآن کریم میں جتنی بھی اللہ کی صفات بیان ہوئی ہیں یا اسماء بیان ہوئے ہیں ان کا سورہ فاتحہ کی بنیادی صفات سے بھی تعلق ہے اور آپس میں بھی گہرے رابطے ہیں اور جب تک ٹھہر کر نظر غائر سے نہ دیکھا جائے اس وقت تک بعض دفعہ اس مضمون کا تعلق جو بیان ہو رہا ہے صفات سے ظاہری طور پر دکھائی نہیں دیتا، مگر بہت گہرا تعلق ہوتا ہے۔

جن آیات کی میں نے تلاوت کی ہے ان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جنت میں جب یہ میرے بندے پیش ہوں گے تو ان کے لئے کیا ہوگا۔ مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ”وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ“ تمہارے لئے جنت میں وہ کچھ ہوگا جو تم چاہتے ہو جس کی تمہیں تمنا ہے۔ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ۔ تَشْتَهِي أَنْفُسُكُمْ“ میں جس کی تمنا رکھتے ہو طبعی حاجت ہے دل چاہتا ہے وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ اور جو کچھ تم مانگو گے حاضر کر دیا جائے گا جب بھی کسی چیز کا شوق پیدا ہو، کوئی خواہش پیدا ہو تو تمہیں پیش کی جائے گی نُزُلًا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ ۔ یہ مہمان نوازی بخشنے والے کی طرف سے ہے اور بار بار رحم کرنے والے کی طرف سے ہے۔

اب سب سے پہلے صفت غفور کا ذکر فرمایا اور بظاہر مہمان نوازی کا اس صفت سے کوئی تعلق دکھائی نہیں دیتا مگر جہاں بھی آپ قرآن کریم میں مہمان نوازی کا ذکر پڑھیں گے وہاں رحیم کی تکرار تو نہیں مگر غفور یا مغفرت کی تکرار ضرور ہے اور حیرت انگیز طور پر اس مضمون میں یکسانیت پائی جاتی ہے اس پہلو پر روشنی ڈالنے سے پہلے جو حصہ ہے اس کے متعلق میں آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں کہ اللہ جب اپنے بندوں کی مہمان نوازی فرمائے گا تو جو انداز اختیار کرے گا وہ سب سے پیارے انداز ہیں۔ اللہ ہی سے اس کی صفت کے مطابق ہمیں رنگ پکڑنے چاہئیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ“ تمہارے لئے اس میں ہوگا جو تم چاہتے ہو اور اگر یہ ہے تو پھر تدعون کی کیا ضرورت ہے۔ یہ بھی ایک سوال اٹھتا ہے۔ اصل میں ”ما تشتھی انفسکم“ سے مراد یہ ہے کہ دائمی طبعی عادات ہیں جو ایک شخص کی شخصیت کا حصہ ہوتی ہیں اور میزبان کا فرض ہے کہ اگر وہ مہمان کو جانتا ہے تو اس کے مزاج کے مطابق وہ چیزیں مہیا کرے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مہمان نوازی کے اس پہلو پر بڑی گہری نظر رکھتے تھے یہاں تک کہ اگر کوئی تمباکو نوش مہمان بھی آتا تھا خود ناپسند کرتے ہوئے بھی ہدایت فرمایا کرتے تھے کہ اس کا انتظام ہونا چاہئیے اور باقی سب امور میں مزاج شناسی کے ساتھ مہمان کا جو مزاج معروف تھا اس کے مطابق چیزیں پہلے ہی مہیا کر دی جاتی تھیں کہ اسے مانگنا نہ پڑے اس کے بعد پھر بھی گنجائش رہتی ہے۔ کبھی مہمان کے دل میں کوئی طلب پیدا ہو جاتی ہے جو اس کے عام مزاج سے ظاہر نہیں ہوتی اور کبھی کسی اور چیز کی طلب پیدا ہو جاتی ہے تو وقت بدلتے ہیں خواہشیں بدلتی رہتی ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو کامل فرما دیا یہ کہہ کر ”وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنْفُسُكُمْ“ تمہارے لئے اس میں ہوگا جو کچھ تمہارے دل چاہیں گے وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ اور تمہارے لئے اس میں ہوگا جو تم طلب کرو گے لیکن ایک صرف الجھن باقی رہ جاتی ہے کہ انسان کو تو پتہ نہیں ہوتا کہ کیا طلب کرے گا اللہ تعالیٰ نے طلب کا انتظار کیوں فرمایا ”تشتھی“ کے تابع ہی وہ ساری ضرورتیں کیوں نہ مہیا فرما دیں۔ جنت میں جو انسان کبھی طلب کر سکتا تھا تو اس میں بھی ایک گہری حکمت ہے اور بہت لطیف انداز میں ہماری تربیت فرمائی گئی ہے طلب وہی کرتا ہے جس کو پورا اعتماد ہو جو بے تکلف ہو کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد اسے یقین ہو کہ میں کچھ مانگوں گا تو میرا میزبان خوش ہوگا اس سے ہماری اپنائیت

بڑھے گی۔ تو اللہ تعالیٰ اس اپنائیت کے مضمون کو جنت کے تعلق میں ایک جگہ نہیں کئی جگہ بیان فرماتا ہے یہاں تک کہ فرمایا کہ وہ ایک دوسرے سے چھین چھین کے کھائیں گے۔ جہاں سب کچھ موجود ہو، بافراغت موجود ہو کسی چیز کی کمی نہ ہو وہاں چھیننے کی کیا حاجت ہے یہ ایک اظہار محبت ہے ایک تعلق کا اظہار ہے۔ تو اصل مہمان نوازی وہ ہے جہاں محبت کا مضمون جاری ہو جائے، جہاں بے تکلفی اور اعتماد قائم ہو جائیں، جہاں مہمان اور میزبان میں فرق باقی نہ رہے۔ اور اس قدر اس کو اعتماد ہو اپنے میزبان پر کہ کہے اچھا آج تو میرا یہ دل چاہ رہا ہے اور میزبان شوق سے کہے جزاکم اللہ تم نے بہت مجھے خوش کیا ہے جو خود منہ سے مانگا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ بھی یہ لطف دے گا اور اٹھائے گا بھی اور جب میں کہتا ہوں لطف اٹھائے گا تو خدا تعالیٰ کی عظمت شان کے پیش نظر جو بھی لطف اٹھانے کے معنے ہیں انہیں میں بیان کر رہا ہوں۔ مہمان نوازی ہی کے تعلق میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے بھی اللہ کے لطف اٹھانے کا ذکر فرمایا ہے۔ پس جن معنوں میں اللہ وہ لطف اٹھاتا ہے انہی معنوں میں میں بھی کہہ رہا ہوں کہ اللہ بھی اس کے لطف اٹھائے گا جب جنتی مانگیں گے۔

تو سب سے پہلے تو کوشش کرنی چاہیئے کہ آنے والے مہمانوں کو اگر آپ جانتے ہیں ان کی عادات کا علم ہے تو جس حد تک بھی ان کی خواہشات کا آپ کو علم ہو ان خواہشات کو پورا کرنے کے لئے سامان مہیا کرنے کی کوشش کریں۔ اور اگر مہمانوں کے مختلف گروہ ہیں تو ہر گروہ میں ان کے مزاج کی چیزیں ہونی چاہئیں لیکن ان کا تعلق توفیق سے ہی ہے۔ توفیق سے بڑھ کر مہمان نوازی کا حکم نہیں ہے۔ ہاں اگر تمنا ہو کہ جس طرح اللہ مہمان نوازی کرتا ہے ہم بھی کر دیں اور اس جذبے کے ساتھ انسان کوشش کرتا ہے تو مجھے یقین ہے کہ اس کی یہ تمنا ہی اس کی توفیق بڑھا دے گی اور اس کے رزق میں برکت پڑے گی اور اللہ تعالیٰ اس کو واقعۃً یہ توفیق بخشے گا کہ اپنے آنے والے پیاروں کی خواہش کے مطابق اپنی خواہشوں کو پورا کرے۔ یعنی ان کی خواہش اس لئے پورا کرے کہ اس کی اپنی خواہش اسی سے پوری ہوتی ہو اور پھر "تدعون" کا مضمون تو واضح ہو ا ہے۔ یہ ماحول پیدا کرنا اخلاق حسنہ کا محتاج ہے۔ اس قدر اپنائیت پیدا کرنی چاہیئے کہ بیچ سے تکلف کے پردے اٹھ جائیں اور پھر صحیح مہمان نوازی ہوتی ہے۔ آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ" کہ یہ غفور رحیم کی طرف سے جزا ہے، مہمان نوازی ہے۔ تو میں نے ابھی ذکر کیا تھا کہ مغفرت کا اس سے کیا تعلق ہے۔ جہاں تک اللہ کی ذات کا تعلق ہے اس کا مغفرت سے بہت گہرا تعلق ہے۔ جہاں تک انسانی ذات کا تعلق ہے اس کا بھی ایک حد تک مغفرت سے تعلق ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کا خصوصیت کے ساتھ۔ کیونکہ وہ مہمان جو سابق میں دشمن رہ چکا ہو، وہ مہمان جس نے اپنی طرف سے پہلے بہت کوشش کی ہو کہ دکھ پہنچائے، دل آزاری کرے، مخالفانہ رویہ اختیار کرے، اس کے سابقہ طرز عمل کی یاد بسا اوقات مہمان نوازی کو میلا کر دیتی ہے اور عملاً انسان کے لئے بہت مشکل ہے کہ ایک ایسے مہمان سے بھی اسی طرح حسن اخلاق کا سلوک کرے جس طرح ایک ایسے مہمان سے کرے جو پہلے ہی اس سے محبت کے رشتے بڑھا چکا ہو، اس کے لئے قربانیاں کرتا رہا ہو۔ تو اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونے والے جتنے بندے ہیں وہ ہیں بنیادی طور پر گنہگار۔ اور اگر محض عدل سے دیکھا جائے تو کوئی بھی بخشا نہیں جائے گا یہاں تک کہ اولو العزم انبیاء بھی یہی سمجھتے ہیں کہ بخشش تو محض اللہ کے کرم سے ہوگی، اللہ کے فضل اور رحم کے ساتھ ہوگی ورنہ حقیقت میں کوئی انسان حق کے طور پر بخشش طلب نہیں کر سکتا۔ اور بخشش نہ ہو تو پھر مہمان نوازی جس قسم کی بھی ہوگی وہ سب میلی اور گدلائی ہوئی مہمان نوازی ہوگی اس میں وہ بے اختیار لذت، بے ساختہ لطف پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے غفور کی صفت پہلے رکھ دی ہے۔ فرمایا کہ اس بات کی فکر نہ کرنا کہ تم کیا کرتے رہے ہو یہ دیکھنا کہ کس کے مہمان بن رہے ہو اور وہ غفور ہے، بہت بخشنے والا ہے اس لئے تمہارے گناہوں کا کوئی خیال تک بھی تمہارے اپنے دل میں نہیں آنے دے گا۔ اس قدر مغفرت کا سلوک فرمائے گا کہ تم اس کی مہمان نوازی قبول کرنے کے لئے اس سے لطف اندوز ہونے کے لئے اپنے دل کو صاف اور ستھرا پاؤ گے اس میں کوئی ایسی ضمیر کے کچوکے باقی نہیں رہیں گے جو ہر وقت مہمان نوازی کی شان کو گدلاتے رہیں۔ میزبان تو خدمت کرتا جا رہا ہے مگر مہمان اس بات میں دکھ محسوس کرتا ہے کہ میں کیا کرتا تھا۔ میں نے اس سے کیا کیا اور یہ ایک طبعی امر ہے۔

> اگر خدا کے مہمان بننا ہے تو جب اس کا نام آئے تو اس کے رعب اور اس کی عظمت سے اور پھر اس کی محبت سے تمہارے دلوں پر ایک لرزہ طاری ہو جائے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے تعلق میں بھی صحابہ میں یہ مثال ملتی ہے کہ اسلام لانے سے پہلے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھ دیئے گئے یا جن لوگوں نے دکھ دیئے اسلام کے بعد حیا سے ان کی نظر نہیں اٹھتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا چہرہ دیکھ نہیں سکے کیونکہ یہ حیا ہمیشہ مانع تھی، یہ تصور چرکے لگاتا تھا کہ اس وجود کے ساتھ تم یہ کرتے رہے ہو اب کس نظر سے تم اسے دیکھنے کا حق رکھتے ہو۔ چنانچہ ایسے صحابہ کا ذکر ملتا ہے جو وصال کے بعد یہ نہیں بتا سکتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا حلیہ کیا تھا وجہ یہ تھی۔ تو غفور کا بہت گہرا تعلق ہے خصوصاً اللہ کے تعلق میں۔ غفور کا مہمان نوازی سے بہت گہرا تعلق ہے۔ کیونکہ گنہگار بندے حاضر ہو رہے ہیں اگر اللہ ان کو یاد نہ بھی دلائے تو اپنا ضمیر تو ضرور یاد دلاتے گا کہ کس پاک وجود کے سامنے تم حاضر ہو، کس طرح تمہاری خدمت کی جا رہی ہے تم کیا کرتے تھے۔ تو اللہ فرماتا ہے وہ غفور ہے وہ بخش دے گا اور یہ مضمون مسلسل آگے جاری رکھا ہے۔

چنانچہ دیکھئے فرماتا ہے۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وَجٰھَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ ○

(الانفال: ۷۵)

پہلے مغفرت فرمایا پھر رزق کریم بتایا۔ رزق کریم سے مراد ہے کریم

کی طرف سے پیش کردہ رزق۔ یہاں رزق کا تعلق ربوبیت سے یا صفت رزاقیت سے نہیں باندھا بلکہ کریم لفظ سے باندھا ہے جس میں مہمان نوازی کا مضمون پایا جاتا ہے چنانچہ عربی میں مہمان نوازی کا محاورہ اکرام الضیف ہے یعنی مہمان سے ایسا سلوک کہ وہ اپنی عزت محسوس کرے۔ اور یہ لفظ کریم دونوں طرف برابر اطلاق پاتا ہے جب تک خود انسان کریم نہ ہو دوسرے کو کریم نہیں بنا سکتا۔ تو جب مہمان نوازی کریم ہوئی تو ظاہر ہے، بلکہ لازم ہے کہ مہمان نوازی کرنے والا جو کریم مہمان نوازی کرتا ہے وہ خود معزز ہے ورنہ کسی کمینے کو یہ توفیق نہیں مل سکتی۔

پس اللہ تعالیٰ نے جہاں جہاں مہمان نوازی کے ساتھ کریم کا لفظ باندھا ہے، کریم کی صفت بیان فرمائی ہے وہاں یہی مضمون ہے کہ میں کریم ہوں اس لئے میری مہمان نوازی بھی کریم ہوگی۔ جو رزق میں تمہیں عطا کروں گا وہ بھی عزت بخشنے والا اور باعزت رزق ہوگا۔ لیکن مغفرت پہلے ضرور رکھی ہے کہ جب تک مغفرت کے دروازے سے نہ گزرو تم حقیقت میں میری مہمان نوازی کے قبول کرنے کی یا اس سے لطف اندوز ہونے کی اہلیت ہی نہیں رکھتے۔ اس تعلق میں اور چند آیتوں کی مثالیں میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

" اولٰئک ھم المومنون حقا لھم درجات عند ربھم ومغفرۃ ورزق کریم "

(الانفال : ۵)

پھر دروازہ مغفرت کا قائم فرمایا کہ مغفرت کے باب سے گزرو گے تو رزق کریم تک پہنچو گے ورنہ تم رزق کریم تک رسائی ہی نہیں رکھ سکتے۔ تو وہ لوگ جو جنت میں جائیں گے انہیں کا ذکر فرمایا جا رہا ہے۔ فرماتا ہے اس سے پہلے جو ان کی صفات ہیں وہ پوری بیان فرمائی گئی ہیں اور یہ صفات تھیں جن میں جلسے کی مہمان نوازی کی نصائح کے تعلق میں آپ کے سامنے کھول کر رکھنا چاہتا ہوں مگر پہلے میں پہلی آیت کی طرف واپس جاتا ہوں۔ آگے اور بھی آیات میں نے رکھی ہیں اگر وقت ملا، تو ہر آیت جس میں رزق کریم کا ذکر ہے یا معزز مہمان نوازی کا ذکر ہے اس سے پہلے بلا استثناء مغفرت کا ذکر ہے۔

تو اول تو یہ کہ بسا اوقات ایسے مہمان آتے ہیں جو آپ سے تعلق والے ہیں اور آپ ان کو جانتے ہیں، وہ آپ کو جانتے ہیں ایک دوسرے کا احسان سے تعلق ہے۔ مگر بعض دفعہ جلسے کے انتظام کی طرف سے مہمان تقسیم کئے جاتے ہیں اور ربوہ اور قادیان میں تو یہ بکثرت ہوتا تھا کہ ایک شخص سے پوچھا جاتا تھا کہ تمہارے گھر میں کتنے مہمانوں کی گنجائش ہے۔ وہ بتا دیتا تھا کہ میں بیس رکھ سکوں گا، پچیس رکھوں گا، تیس رکھوں گا۔ اور پھر وہ جن لوگوں کو نہیں جانتا تھا کبھی دیکھا تک نہیں تھا وہ بھی مہمان آجاتے تھے اور بعض دفعہ ایسے مہمان آجاتے تھے جن سے پہلے دل میں کدورت موجود تھی لوگ سمجھتے تھے کہ واقف ہیں یا رشتے دار ہیں بھیج دیتے تھے اور وہاں پہنچنے کے بعد پتہ چلتا تھا کہ ادھو ان کی تو ان بن تھی یا پہلے دلوں میں کچھ آپس میں کدورت پائی جاتی تھی۔ تو ایسی صورت میں جب تک مغفرت نہیں ہوگی آپ مہمان نوازی کا حق ادا نہیں کر سکیں گے۔ اور اللہ کے مہمان ہیں اللہ پہلے مغفرت فرماتا ہے۔ پھر مہمان نوازی کرتا ہے جب آپ کے مہمان بن کر آگئے تو آپ بھی پچھلی باتوں کو بھول جائیں۔ ہاں اگر جرم نظام جماعت کا ہو خدا تعالیٰ کا ہو تو اس پر آپ مغفرت کی قدرت نہیں رکھتے۔ اس صورت میں ایک اور صورت حال پیدا ہوتی ہے جو علیحدہ ہو جاتی ہے مگر میں روزمرہ کی بات کر رہا ہوں جن باتوں میں آپ کو مغفرت کا اختیار ہے اپنے مہمانوں سے مغفرت کا سلوک کریں۔

دوسرا اس لئے بھی مغفرت کا لفظ ضروری ہے یعنی انسانی تعلق میں بھی مغفرت کا اطلاق ضروری ہے کہ مہمان اپنے قیام کے دوران بعض دفعہ عجیب و غریب حرکتیں کر دیتے ہیں۔ عجیب و غریب مزاج کے لوگ ہیں وہ اپنی عادات سے نہ کہ جان بوجھ کر ہر وقت تنگ کرتے ہیں اور اس پہ جس کو مغفرت کا حوصلہ نہ ہو وہ اس سے نپٹ نہیں سکتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے میں ایک مہمان آیا، مسجد میں ٹھہرا، اس کی خاطر مدارت کی گئی اور صبح مسجد کو گندہ کر کے بھاگ گیا۔ اب وہاں صحابہ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا فرق نمایاں ہوتا ہے۔ صحابہ تو ناراض تھے کہ کیسا انسان تھا، کیسا پلید آدمی تھا جو آیا ہے اور پھر مسجد کو بھی گندہ کر گیا۔ اور صبح جاکے دیکھا تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم خود اپنے ہاتھ سے اس کے گند دھو رہے تھے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ کیا کرتے ہیں، ہمیں موقع دیں، آپؐ نے فرمایا میرا مہمان تھا۔ تو یہ مغفرت کی انتہا ہے ہمارا رب غفور رحیم ویسے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم غفور رحیم تھے۔ اور مہمان نوازی میں مغفرت کی ضرورت بارہا پیش آتی ہے۔ ضروری نہیں کہ پرانے تعلقات میں کوئی خرابی ہو۔ گھر سے دوستوں سے، ان کے بچوں سے ایسی حرکتیں سرزد ہو جاتی ہیں۔ کسی معصوم بچے سے آپ کا قیمتی داج گر کر ٹوٹ جائے گا، کوئی بچے گندی عادات کے ہیں وہ دیواروں پر تکیریں مارنے لگ جاتے ہیں۔ جہاں تک آنے والوں کا تعلق ہے ان کو نصیحت میں الگ کروں گا۔ لیکن میں رکھنے والوں کے حوصلے کی بات کر رہا ہوں اس وقت۔ ان کو جہاں تک ممکن ہو مغفرت کا سلوک کرنا چاہئے اور اپنا حوصلہ بڑھانا چاہئے۔ نصیحت کرنی ہے تو کریمانہ نصیحت کریں کیونکہ نصیحت بھی کریمانہ اور غیر کریمانہ ہو سکتی ہے۔ مہمان نوازی کے تعلق میں کریمی کے سوا اور کوئی ذکر نہیں ملتا۔ مہمان نوازی کرنی ہے تو کریم ہونا پڑے گا۔ رزق پیش کرنا ہے تو رزق کریم پیش کرنا ہوگا۔

اب رزق کریم کے تعلق میں یاد رکھنا چاہئے کہ یہاں رزق کی نوعیت کا ذکر نہیں ہے۔ ایک معمولی رزق بھی، بہت ہی غریبانہ رزق بھی رزق کریم بن جاتا ہے اگر اس کا مالک کریم ہو اور ایک کریمی کے جذبے کے ساتھ، عزت افزائی کی خاطر، مہمان کے سامنے اس طرح پیش کرے کہ تھوڑے کو بھی بہت سمجھے اور اپنی عزت افزائی سمجھے۔ تو کریمی کا تعلق نعمت کی قسم سے نہیں ہے۔ رزق کی نوعیت سے نہیں ہے۔ کریمی کا تعلق اس رجحان سے ہے جو مہمان نواز کے دل کا رجحان ہے، جو مہمان نوازی میں ڈھلتا ہے اور مہمان کو دکھائی دیتا ہے اس کو بتانا نہیں پڑتا۔ وہ جانتا ہے کہ اسی میں عزت ہے۔ اب اگر کسی کے پاس صرف پانی ہے تو وہ پانی ہی پیش کرے گا مگر اگر شرم ہو طبیعت میں، انکساری ہو، جذبات ہوں کہ میں کچھ نہیں کر سکتا اس کا درد اس کی آنکھوں میں نمایاں ہو تو وہ پانی رزق کریم ہے اور جس مہمان کو یہ رزق کریم پیش کیا جائے گا ان جذبوں کے ساتھ، وہ اپنی عزت سمجھے گا وہ اس نیک دل میں جذبہ درد محسوس کرے گا اس کا مزید عزت اپنے دل میں پائے گا۔

پس اللہ تعالیٰ نے ہر جگہ مغفرت کے ساتھ رزق کریم کو باندھا ہے۔ پس آپ کی غربت آپ کے رزق کریم پیش کرنے کی راہ میں حائل نہیں ہو سکتی۔ اور یہ بات کہ آپ مہمان کی سب تمناؤں اور خواہشات کو پورا نہیں کر سکتے یہ بھی رزق کریم پیش کرنے کی راہ میں حائل نہیں ہو سکتی کیونکہ رزق کریم آپ کی طبیعت کے کرم کے نتیجے میں بنتا ہے۔ آپ معزز ہیں، آپ کے دل میں شرافت کی اعلیٰ قدریں ہیں تو جو رزق بھی آپ مہمان کو پیش کریں گے

وہ لازماً رزق کریم ہوگا۔

ایک معمولی رزق بھی، بہت ہی غریبانہ رزق بھی رزق کریم بن جاتا ہے اگر اس کا مالک کریم ہو اور ایک کریمی کے جذبے کے ساتھ، عزت افزائی کی خاطر، مہمان کے سامنے اس طرح پیش کرے کہ تھوڑے کو بھی بہت سمجھے اور اپنی عزت افزائی سمجھے

اس تعلق میں ایک اور مضمون جو اس آیت سے ابھرتا ہے جو میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے وہ یہ ہے۔

"وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْۤا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا"

کہ وہ لوگ جو ہجرت کر کے آئے ہیں خدا کی خاطر تکلیفیں اٹھا کے پہنچے ہیں۔ یعنی ایمان لانے والے جنہوں نے ہجرت کی اور خدا کی خاطر جہاد کئے وہ بھی اور وہ لوگ بھی جنہوں نے ان کے لئے جگہ بنائی اور ان کی نصرت فرمائی یہ دونوں اللہ کے مہمان ہونگے۔ یعنی مہمان اور میزبان دونوں ہی اللہ کے حضور برابر اجر پانے والے ہونگے۔ بس ہمارے جلسوں میں جو لوگ آتے ہیں ان کو ایک گونہ مشابہت ان لوگوں سے ہے جو اللہ کی خاطر سفر اختیار کرتے ہیں، خواہ ہجرت دائمی نہ بھی ہو۔ ہجرت کے بہت سے مضامین ہیں، بہت وسیع مضمون ہے جس کا ہجرت سے تعلق ہے تو اللہ کی خاطر سفر کرنے والا مہاجر ہوتا ہے۔ اللہ کی خاطر ایک بدی ترک کر کے ایک نیکی کی طرف حرکت کرنے والا مہاجر ہوتا ہے۔ پس ان معنوں میں جلسے کے دنوں میں آنے والے مہمانوں پر اس آیت کا خصوصیت سے اطلاق ہوتا ہے۔ اگر آپ اس خیال سے ان کی مہمان نوازی کریں کہ ان کا سفر اللہ کی خاطر ہے، کوئی دنیاوی غرض نہیں ہے۔ کوئی دنیاوی غرض ہوتی تو عام دنوں میں آتے اور اپنی موجیں کر کے واپس چلے جاتے۔ یہاں تو آنے والے بعض ایسے ہیں جن کی کوئی تمنا نہیں ہے لنڈن دیکھنے کی یا انگلستان آنے کی یا یورپ آنے کی۔ پیسے جوڑتے ہیں بڑے اخلاص کے ساتھ اور بعض قرض بھی اٹھا لیتے ہیں بعض چیزیں بیچتے ہیں۔ صرف تمنا ہے کہ ہم خدا کی خاطر اس جلسے میں شامل ہوں جہاں خلیفہ وقت موجود ہوگا اور وہ جماعت کا ایک نوع کا مرکزی جلسہ ہوگا۔ ایسے واقعات کثرت سے سامنے آتے ہیں کہ جب ایمبیسی والے بعض دفعہ لوگوں کو ویزا نہیں دیتے اس خوف سے کہ کوئی اور وجہ ہوگی تو ان کا جو ردعمل ہے وہ ایسا بعض دفعہ نمایاں ہوتا ہے کہ وہ اپنا فیصلہ بدلنے پر مجبور ہو جاتے ہیں حالانکہ کوئی گواہی نہیں ملتی، طبعی ردعمل ان کے دل سے جو اٹھتا ہے وہ پہچان لیتے ہیں کہ ہاں یہ سچا آدمی ہے۔

ایک عورت کا ذکر میں نے ایک دفعہ پہلے جلسے میں کیا تھا بوڑھی خاتون، وہ جب ایمبیسی میں انٹرویو کے لئے گئیں تو ان پڑھ تھیں چونکہ، اس لئے ان کو INTERPRETT کرنے والی عورت ساتھ تھی۔ تب اس سے سوال کرنے والے نے پوچھا کہ تم کیوں جا رہی ہو۔ اس نے کہا ہمارا امام آ رہا ہے، بڑی دیر ہوئی دیکھے ہوئے اس لئے میں نے ضرور جانا ہے وہاں اور جلسہ کا موقع ہے، دوسرے بھی آئے ہونگے اس روحانی ماحول میں میری برسوں کی پیاس بجھے گی اور کوئی مقصد نہیں ہے۔ تو ضمناً اس نے کچھ سوال کرنے کے بعد پوچھا تمہارا کوئی رشتے دار بھی ہے وہاں اس ملاتے میں۔ اس نے کہا ہاں میری بیٹی ہے۔ اس نے کہا کب سے ہے۔ اس نے کہا بارہ سال سے وہاں ہے۔ تو اس نے کہا پھر یہ کیوں نہیں کہتی کہ بیٹی سے ملنے جا رہی ہوں۔ بے اختیار جو اس عورت کے منہ سے بات نکلی اس نے کہا "ورنفٹے ممنہ" یہ ایک اظہار ہے بے اختیار غصے کا "میری بیٹی بارہ سال توں ہے۔ میں نے کدی ویکھیا ای نہیں اس پاسے" میں نے تو کبھی اس طرف جانے کا سوچا بھی نہیں تھا، آج مجھے کیا خیال آیا ہے۔ اتنا بے اختیار تھا اس کا اظہار، اس کا ترجمہ صحیح ہوا یا نہیں اسی وقت اس افسر نے اس کو ویزا دینے کا فیصلہ کر لیا۔

تو آنے والے اگر اللہ آتے ہیں تو وہ آپ کے مہمان ان معنوں میں بنتے ہیں کہ وہ اللہ کے مہمان ہیں جن کی آپ نے مہمان نوازی کرنی ہے۔ اس لئے پہلے سے زیادہ لازم ہے کہ وہ مہمان نوازی کریں جو اللہ اپنے بندوں کی کرتا ہے۔ اور دوسری ضرورت اس لئے بھی پیش آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھی ان مہمانوں کی لسٹ میں شامل کر لیا ہے جو خدا کی خاطر اپنے گھروں میں خدا کی خاطر آنے والوں کے لئے جگہ بناتے ہیں، ان کے ساتھ عزت سے پیش آتے ہیں اور ان کی نصرت فرماتے ہیں۔ فرمایا میں جن کو مہمان رکھوں گا اس میں یہ سارے شامل ہیں۔ آنے والے بھی اور میزبان بھی۔ اور ان سب کے لئے ایک مغفرت کا باب قائم کیا جائے گا۔ جو اس دروازے سے گزرے گا وہ بخشا ہوا ہوگا اور اس کے لئے پھر رزق کریم ہی ہے یعنی عزت والی مہمان نوازی جو خدا کی طرف سے اس کے اکرام کا موجب ہوگی۔

اب لفظ کریم میں بہت ہی گہرا مضمون ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کو کریم کہہ دیا جاتا تو وہ بات نہ بنتی۔ رزق کریم نے بتایا کہ خدا کا کرم اس مہمان نوازی کی معرفت اس مہمان کی طرف منتقل ہو رہا ہے اور وہ کریم بن رہا ہے اس لئے بہت ہی بڑا TRIBUTE جس کو کہتے ہیں یہ بہت ہی بڑا ایک احسان کرنے کا انداز ہے اللہ تعالیٰ کا جسے اس محاورے میں ظاہر فرمایا گیا کہ اس کے سامنے رزق کریم پیش ہوگا۔ یعنی جس کو وہ رزق پہنچے گا وہ معزز ہوگا اور جس معزز کی طرف سے وہ رزق پیش ہوگا وہ اس رزق کو اسی طرح معزز کر دے گا جیسے پیش کرنے والا معزز ہے۔ اس کی شان اس میں پائی جائے گی۔ اور جس کی مہمان نوازی اس رنگ میں ہو رہی ہوگی اس کے تو بلے بلے۔ کیا شان ہے اس کی کہ اللہ کا مہمان بنا ہوا ہے اور رزق کریم پیش کیا جا رہا ہے۔ تو آپ اگر ایسا کریں گے تو اللہ وعدہ فرماتا ہے کہ میں تمہیں بھی اس فہرست میں داخل کروں گا جو میری خاطر مہاجر ہجرت کرتے ہیں یا میری خاطر ان کی عزت افزائی کرتے ہیں وہ سب میرے مہمان ہونگے اور مغفرت اور رزق کریم کا میں ان سے وعدہ کرتا ہوں۔

دوسری آیت جس کا میں نے ذکر کیا تھا جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

"اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ"۔

یہی لوگ ہیں جو سچے مومن ہیں "لھم درجات عند ربھم" ان کے لئے ان کے رب کے حضور بڑے بڑے درجات ہیں۔ ایک درجہ نہیں ہے صرف، بہت سے درجات ہیں۔ "ومغفرۃ ورزق کریم" اور مغفرت ہے اور پھر رزق کریم ہے جن لوگوں کی صفات بیان ہوئی ہیں ان صفات پر بھی تو نظر ڈالیے۔ اس لئے آنے والے مہمانوں کو بھی وہ صفات اختیار کرنی چاہئیں جو ان کو خدا کی مہمان نوازی کا مستحق بنائیں گی۔ اور جو ان کو مہمان ٹھہراتے ہیں ان کی بھی اسی بنا پر

نظر رہنی چاہئے کہ اگر انہوں نے اللہ کا مہمان بننا ہے اور آخر ضرور بننا ہے ان بزرگوں نے جن سے خدا مغفرت کا سلوک فرمائے گا تو اپنے مہمانوں میں بھی ان صفات کو بڑھانے کی کوشش کریں۔ اور خود اپنے اندر بھی وہ صفات جاری کریں کیونکہ ایک آنے والا مہمان ہر معزز شخص کے گھر ٹھہرنے کا اس کی مہمانی قبول کرنے کا خود بخود مستحق نہیں ہوتا۔

یہ درست ہے کہ میزبان خواہ کیسا ہی معزز ہو وہ اپنے مہمان کی خاطر جھکتا ضرور ہے اور ایک حد تک اپنے اعلیٰ مقام سے تنزل کر کے، نیچے اُتر کر اپنے مہمان کی خدمت کرتا ہے، ایک طبعی امر ہے۔ لیکن اس کے باوجود بعض لوگ شایانِ شان نہیں ہوتے، اس لائق نہیں ہوتے کہ اس مہمان نوازی کے قابل ہوں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے وہ صفات بیان فرمائیں کہ اگر تم میری مہمان نوازی کے قابل بننا چاہتے ہو تو ان باتوں کا تمہیں خیال رکھنا ہوگا۔ "انما المومنون الذین اذا ذکر اللّٰہ وجلت قلوبھم" میرے مہمان وہ لوگ ہونگے، ایسے مومن کہ جب اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو ان کے دلوں پر زلزلہ طاری ہو جاتا ہے۔ اس قدر ان کے دلوں پر خدا کا رعب چھاتا ہے، ایسی ہیبت طاری ہوتی ہے یا جوش محبت سے وہ تھرتھری لینے لگتے ہیں اور "وجلت" کا لفظی ترجمہ تو خوف ہے لیکن خوف کے نتیجے میں جو چیزیں ظاہر ہوتی ہیں ان کا ذکر کر رہا ہوں۔ پس "وجلت قلوبھم" کا مطلب یہ نہیں کہ ڈر گئے ہیں جیسے نعوذ باللہ کسی جانور سے ڈر گئے ہوں۔ اللہ کے خوف میں محبت بھی داخل ہے اور رعب بھی داخل ہے۔ پس اللہ کے خوف سے یعنی اس کے رعب سے اس کی عظمت کے تصور سے ان کے دل لرزنے لگتے ہیں اور اللہ کی محبت میں ان کے دلوں پہ جھرجھری طاری ہو جاتی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے متعلق فرمایا "واذا تلیت علیھم آیاتہ زادتھم ایمانا وعلی ربھم یتوکلون" (الانفال: ۳) جب اللہ کی آیات ان پر پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کے ایمان بڑھتے ہیں اور پہلے سے بہتر حالت میں وہ واپس لوٹتے ہیں اور توکل اللہ پر کرتے ہیں، کسی اور پر توکل نہیں کرتے۔ وہ جو پہلی آیت میں نے پڑھی تھی جس میں "نزلا من غفور رحیم" کا ذکر تھا۔ اس کے آغاز میں بھی درحقیقت توکل ہی کا مضمون ہے۔ پس مہمان نوازی اس کی ہوگی جو غیر اللہ کے رزق کی طرف آنکھ اُٹھا کے بھی نہیں دیکھتا۔ وہ اس رزق کو ہرگز پسند نہیں کرتا جو اللہ کی رضا سے باہر حاصل کیا جائے۔ اور خالصتاً اللہ کو اپنا رب بناتا ہے اور اسی پر توکل کرتا ہے۔ پس جو مضمون بہت آسان لگ رہا تھا اب جب آگے بڑھتے ہیں تو کچھ مشکل لگنے لگتا ہے مگر اس مشکل کو بھی اللہ ہی حل فرمائے گا۔

پہلی آیت کا آغاز اس طرح ہوا ہے "ان الذین قالوا ربنا اللّٰہ ثم استقاموا" وہ لوگ جنہوں نے کہا اللہ ہمارا رب ہے یعنی وہی ہمارا رازق ہے، وہی ہمارا پروردگار ہے، ہماری زندگی کا ہر سہارا اسی سے حاصل ہوگا۔ اور یہ کہہ کر انہوں نے استقامت اختیار کی۔ استقامت کے بہت سے مضمون ہیں ان میں ایک مضمون جو اس آیت کے تعلق میں توکل کے تعلق میں ہے وہ یہ ہے کہ یہ دعویٰ کرنے کے بعد جب روزمرہ مصیبت پڑے گا، بھوک ابتلاء لائے گی یا بچوں یا بیویوں کی ضرورت مشکلات پیش کرے گی۔ یا اردگرد کے معاشرے کا رہن سہن طبیعت میں تمنا پیدا کرے گا کہ ہم بھی ایسے ہی ہوں، ہمارے بچے بھی اسی طرح زندگی بسر کریں اور اس کے باوجود یہ وعدہ یاد آئے گا کہ ہم نے تو یہ عہد کیا تھا کہ "ربنا اللّٰہ" صرف اللہ ہمارا رب ہے۔ پھر وہ تمام رزق کی لالچوں اور حرصوں کو یکسر نظر انداز کر دیتے ہیں، ٹھکرا دیتے ہیں۔ کہتے ہیں "ربنا اللّٰہ" اللہ ہمارا رب ہے یہی توکل ہے جس کا اس آیت میں بھی ذکر ہے۔ کہ وہ میری ذات پر توکل کرتے ہیں ان کی مہمان نوازی میرا فرض ہے اور وہ مہمان نوازی صرف آخرت میں نہیں ہوتی بلکہ اسی دُنیا ہی میں شروع ہو جاتی ہے۔ "ربنا اللّٰہ ثم استقاموا" کہنے والوں کے متعلق فرمایا ایسے فرشتے اُترتے ہیں جو کہتے ہیں "نحن اولیاؤکم فی الحیوٰۃ الدنیا وفی الاخرۃ" وہ کہتے ہیں ہم اس دُنیا میں بھی تمہارے ساتھ ہوں گے اور آخرت میں بھی۔ "ولکم فیھا ما تشتھی انفسکم ولکم فیھا ما تدعون" تو توکل کے نتیجے میں اللہ مددگار بھیجتا ہے اور توکل کی جزاء آخرت ہی پہ نہیں بلکہ اس دُنیا ہی میں ملنی شروع ہو جاتی ہے۔ اور تاریخ اسلام کا مطالعہ کر کے دیکھیں، تاریخ اسلام کے دوسرے دور یعنی اہل بیت کا مطالعہ کر کے دیکھیں اتنے نمایاں اور قطعی شواہد ملتے ہیں کہ جنہوں نے خدا کی خاطر غیر اللہ کی طرف سے آنے والے رزق سے آنکھیں بند کر لیں بلکہ دیکھا اور ٹھکرا دیا اور ذرہ بھر بھی پروا نہیں کی اللہ نے ان کے رزق میں اتنی برکت دی کہ ان کی اولادوں، اولاد کی اولاد اور اولاد کی اولاد کو نسلاً بعد نسل مالا مال کر دیا اور آنے والے بھول بھی گئے کہ انہیں کیوں رزق عطا ہو رہا ہے۔ لیکن درحقیقت خدا کا یہی وعدہ پورا ہو رہا تھا کہ تم نے مجھے رب کہا تھا، میرے ہو رہے تھے، مجھ پہ توکل کیا تھا، اس لئے اب میں تمہارے رزق کا ضامن ہوں اور میں اسے بڑھاتا چلا جاؤں گا۔ دُنیا میں بھی عطا کروں گا اور آخرت میں بھی عطا کروں گا تو یہ دوسری صفت ہے جو متعین ہو گئی۔

ہمارے جلسوں میں جو لوگ آتے ہیں ان کو ایک گونہ مشابہت ان لوگوں سے ہے جو اللہ کی خاطر سفر اختیار کرتے ہیں خواہ ہجرت دائمی نہ بھی ہو۔

اب آنے والے اگر ضرورت کے ابتلاء میں پڑ کر قرض مانگتے ہیں، نیت یہ ہوتی ہے کہ واپس ہی نہیں کریں گے یا گر جاتے ہیں اخلاق سے اور ہر کس و ناکس کے سامنے جھولی پھیلانے لگتے ہیں یا یہ نہ بھی کرتے ہوں تو اپنی غربت کے قصے پیش کرنے لگ جاتے ہیں، اپنے حالات دردناک طریق پر بتاتے ہیں، یہ سارے دراصل غیر اللہ سے رزق طلب کرنے کے بہانے ہیں۔ بعض لوگ جو اپنے حالات بیان کرتے ہیں حقیقت میں وہ جس کے سامنے بیان کرتے ہیں اس سے دُعا مانگ رہے ہوتے ہیں۔ یہ انبیاء کی سنت اختیار نہیں کرتے کہ "انما اشکوا بثی وحزنی الی اللّٰہ" کہ غم تو مجھے بھی ہے تکلیفیں تو مجھے بھی پہنچتی ہیں مگر میں اللہ کے سوا کسی کے سامنے اپنا غم پیش نہیں کرتا، اللہ ہی کے حضور پیش کرتا ہوں۔ تو جو توکل کرنے والے ہیں ان کی ایک یہ بھی صفت ہے جو لازماً ان کے کردار کو عظمت عطا کرتی ہے کہ وہ اپنی غربت کی پردہ پوشی کرتے ہیں، اپنے داغ دکھاتے نہیں ہیں۔ ہاں غربت جو خود دکھائی دینے لگتی ہے۔ جہاں جگہ جگہ لگے ہوئے پیوند اپنی کہانی خود بیان کرتے ہیں وہ ایک الگ قصہ ہے "ما ظھر منھا" جو ہے اس میں بندے کا اختیار نہیں ہے۔ مگر رزق حاصل کرنے کی خاطر، رحم کی توجہ اپنی طرف کھینچنے کے لئے انسان بندوں کے سامنے کوئی عجز اختیار کرے، مانگے یا مانگے بغیر اپنے حالات پیش کر دے یہ جائز نہیں ہے۔ اس لئے آنے والے اللہ کرے کہ ان میں کوئی ایک بھی ایسا نہ ہو جس کی نیت میں یہ فتور داخل ہو مگر بعض دفعہ آنے والے ایسا کرتے رہے ہیں۔ اس لئے میں فرض سمجھتا ہوں کہ سب کو کھول کر متنبہ کر دوں۔ بعض میرے سامنے آجاتے ہیں تو وہ ان کا کھلا اور بات ہے۔ امام وقت کے سامنے ضرورتیں پیش کرنا یہ اور مضمون ہے لیکن ان کو کسی قسم کا متنبہ نہیں کر رہا، ان پر کوئی الزام نہیں۔ مگر لوگوں کے سامنے مجلسوں میں بیٹھ کر ایسی باتیں کرنے والے جو ہیں، ان کی اطلاعیں مجھے پہنچتی رہتی ہیں اور لوگ بتاتے

ہیں کہ فلاں شخص کا یہ حال تھا اس لئے ہم نے یہ کام کیا۔ میں نے کہا آپ کو کیسے پتہ چلا؟ اس نے خود بتایا پتہ کیوں نہ چلے۔ اور پھر یہ لوگ بعض دفعہ بالآخر پیشہ ور ہو جاتے ہیں اور خدا سے توکل کا تعلق کاٹ لیتے ہیں۔ ایسی صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو انداز پیش کیا ہے وہ یہ ہے کہ قیامت کے دن ان لوگوں کے چہرے ایسے ہوں گے کہ چہرے ہڈیوں سے لگے ہوں گے اور ان کے درمیان کوئی گوشت نہیں ہوگا۔ جب پوچھا جائے گا یہ کیا بات ہے۔ تو پتہ چلے گا کہ وہ اپنی غربت لوگوں کے سامنے پیش کیا کرتے تھے اور خدا کی بجائے لوگوں سے امداد کے طالب رہتے تھے۔ سوالی ہیں یہ لوگ۔ تو ایک طرف یہ حکم ہے کہ سوالی سے غصے سے پیش نہ آؤ، اس سے زیادتی نہ کرو، اسے دباؤ نہیں۔ دوسری طرف یہ ارشاد ہے کہ دیکھو خود سوالی نہ بننا یعنی اللہ کے سوالی بنو، غیر اللہ کے سوالی نہ بنو۔ تو جن لوگوں کی مہمان نوازی کا ذکر آپ نے سُنا کہ اللہ مہمان نوازی فرمائے گا اب ان کے حالات بھی سُنیں کہ وہ کیسے لوگ ہیں جن کی اللہ تعالیٰ مہمان نوازی فرمائے گا۔ اور خود اللہ تعالیٰ کے الفاظ میں میں یہ ذکر کر رہا ہوں "اذا تلیت علیھم آیاتہ زادتھم ایمانا" جب اللہ کے نشان ان کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں تو وہ بہرے کانوں سے نہیں سُنتے۔ ان نشانات کو سُن کر ان کے ایمان تازہ ہوتے ہیں اور پہلے سے بڑھ جاتے ہیں۔ "وعلیٰ ربھم یتوکلون" اور اپنے رب پر توکل میں پہلے سے بھی بڑھ جاتے ہیں۔ توکل تو شروع سے ہی تھا۔ "وعلیٰ ربھم یتوکلون" کو آخر پر رکھنے سے مراد یہ ہے کہ جب ایمان بڑھتا ہے تو توکل بڑھتا ہے اور پہلے سے بڑھ کر اپنے رب پر توکل کرنے لگتے ہیں۔

"الذین یقیمون الصلوٰۃ ومما رزقنٰھم ینفقون" (الانفال: ۴) یہ وہ لوگ ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں۔ پس آنے والے مہمان ہوں یا ان کے میزبان ہوں اگر وہ نماز کو قائم کرنے والے نہیں تو اسی حد تک خدا تعالیٰ کی مہمانی کے وعدے سے اپنے آپ کو محروم کرنے والے ہیں۔ یہ صفات ہیں جو خدا کے مہمانوں کی ہیں اللہ نے خود بیان فرمائی ہیں۔ یعنی آنے والے بھی نماز قائم کریں۔ بسا اوقات دیکھا ہے کہ لگتا تو یہ ہے کہ جلسے کے شوق میں آئے ہیں مگر بات بعد میں یہ کھلتی ہے کہ مجالس کے شوق میں آئے ہیں۔ مل بیٹھنے، ایک دوسرے سے گپ شپ مارنے جو جلسے کے ماحول کا لطف ہے ایک قسم کے میلے والا دلچسپی اس میں تھی نہ کہ اللہ کی آیات کی تلاوت میں تھی، دلچسپی گپ شپ میں تھی نہ کہ ذکر الٰہی میں تھی۔ چنانچہ جہاں ذکر الٰہی کی مجالس ہوں، جہاں جلسے ہو رہے ہوں، سنجیدہ تقاریر ہوں وہاں سے جس حد تک ممکن ہے کھسکنے کی کوشش کرتے ہیں اور پھر الگ اڈے بناتے ہیں۔ یا یہ بازاروں میں جا کر دکانوں کے سامنے، کافی ہاؤس یا کبابوں کی دکانوں کے سامنے یا جہاں پکوڑے بک رہے ہیں وہاں دکھائی دیں گے اور خوب مجلس لگی ہو گی اور قہقہے ہو رہے ہوں گے اور جب کہ تقریر جلسے کی چل رہی ہے، آوازیں پہنچ رہی ہیں۔

پس میں آپ کو متنبہ کرتا ہوں کہ یہ اللہ کے مہمان نہیں ہیں۔ اگرچہ ان کی مہمان نوازی بھی فرض ہے اور اخلاق حسنہ کا تقاضا ہے کہ جس حد تک ممکن ہے ان سے کرم کا سلوک کرو۔ مگر وہ فہرست جس میں خدا کے مہمان داخل ہیں اس سے یہ نکل جاتے ہیں۔ اس لئے ان سے کیا سلوک کرنا چاہئے۔ کیونکہ اگر آپ مغفرت کے طالب ہیں تو مغفرت کریں گے تو مغفرت کے طالب ہوں گے۔ پس ایسے لوگوں کو طعنے نہیں دینے چاہئیں اور رزق کریم یہاں یہ معنے اختیار کرے گا کہ کریمانہ نصیحت کریں۔ ان کو ایسی پاک نصیحت کریں جو ایک معزز انسان کیا کرتا ہے جو ایک معزز انسان کے شایان شان ہے۔ اس سے نصیحت کے انداز سیکھتے ہوئے اس طرز پر ان کو نصیحت کریں کہ بھائی اتنی دور سے آئے ہو کیا پاکستان میں یا ہندوستان میں یا بنگلہ دیش میں، یا جرمنی میں پکوڑے نہیں ملتے تھے، وہاں کباب نہیں کھائے جا سکتے تھے۔ خدا کا ذکر سننے آئے ہو چند دن برداشت کرو ضبط کرو اگر سنو گے تو کم سے کم ایک وعدہ تمہارے حق میں پورا ہو گا کہ "زادتھم ایمانا" یہ آیات جو ہیں تمہارے ایمان بڑھائیں گی اور ایک اور ذوق تمہارے دل میں پیدا کر دیں گی جو اس ذوق کے علاوہ ہے۔

اور یہ اس لئے ضروری ہے کہ قیامت کی مہمان نوازی کے لئے یہ ذوق ہونا ضروری ہے۔ اگر دُنیا کا ذوق اسی طرح رہے اور اللہ کی محبت اور پیار کا ذوق نہ ہو تو "ما تشتھی انفسکم" کا مضمون جاری ہی نہیں ہوتا کیونکہ وہاں وہ اشتہاء پوری کی جائے گی جو پاکیزہ ہے، جو اللہ کی ذات سے لطف اندوز ہونے کی صلاحیت پیدا کرتی ہے یا صلاحیت کا تقاضا کرتی ہے۔ پس خدا کا مہمان بننا ہے تو اس دُنیا میں اس کی آیات سے لطف اٹھانا تو سیکھ لو۔ اگر خدا کے مہمان بننا ہے تو جب اس کا نام آئے تو اس کے رعب اور اس کی تمکنت سے اور پھر اس کی محبت سے تمہارے دلوں پر ایک لرزہ طاری ہو جائے۔ جو لذت تم یہاں پاتے ہو اس کے ذکر سے، وہی لذت آگے تمہاری مہمان نوازی کرنے والی ہے۔ پس دُنیا کی زندگی میں ضروری چیزیں انسان کو لذت پہنچاتی ہیں جو عام دُنیا کی چیزیں ہیں مگر مراد یہ ہے کہ انہی کا نہ ہو رہنا۔ ذکر الٰہی سے بھی لذت حاصل کرنے کی صلاحیت پیدا کرو کیونکہ آخر پر پھر ذکر الٰہی رہ جائے گا یہ مادی لذتیں یہیں رہ جائیں گی، یہ وہاں نہیں پہنچیں گی۔

پس اس پہلو سے اپنی بھی تربیت کریں، اپنی اولادوں کی بھی تربیت کریں اور جلسے کے دنوں میں کوشش کریں کہ آپ کے مہمان زیادہ سے زیادہ وقت جلسے کے دوران جلسہ ہی میں رہیں۔ یہ نہ دیکھیں کہ تقریر کس کی ہے۔ کیونکہ تقریر کسی کی بھی ہو خدا کی خاطر ایک تیار کرنے والے نے آپ کی مہمانی تیار کی ہے۔ اور اس کو آپ کو قبول کرنا چاہئے۔ اور ابتداء میں اگر طبیعت، مزاج اس کے مطابق نہ بھی ہو، طبیعت اس کے خلاف ہو یا نہ ہو مزاج کا پوری طرح انطباق نہ بھی دیکھیں آپ، تب بھی رفتہ رفتہ اللہ تعالیٰ وہ مزاج پیدا کر دیتا ہے۔ اور یہ بہت پرانا بچپن سے میرا تجربہ ہے کہ بسا اوقات ایک جگہ بیٹھے ہیں، کوئی خاص شوق نہیں تھا اس تقریر کو سننے کا محض اس لئے کہ ہو رہی ہے، ہو رہی ہے، اللہ تعالیٰ کی خاطر ہے چلو بیٹھ جاتے ہیں۔ کئی ایسے مقرر ہوتے ہیں جو انسان کو پسند نہیں ہوتے مگر بیٹھنے کے بعد ہمیشہ یہ احساس ہوا کہ نہ بیٹھتے تو محروم رہتے۔ تیار کرنے والے بڑی محنت سے اللہ کی خاطر کچھ چیزیں تیار کرتے ہیں اور بڑے سے بڑا عالم بھی ان کو سُن کر ضرور کچھ نہ کچھ فیض پاتا ہے۔ ہر ایک کا ایک اپنا رنگ ہے، ہر ایک کا اپنا ایک ذوق ہے جس کے مطابق وہ چیزیں تلاش کر کے پیش کرتا ہے۔

پس ایسی تقریروں کو جو آپ کے مزاج کے مقرروں کی طرف سے نہ ہوں حقارت سے دیکھنا، نظر انداز کر دینا ایک تکبر کی روح ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ اور فائدہ ضرور ہو گا آپ کو۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ خدا کی خاطر آپ بیٹھے ہوں اور فائدہ نہ ہو۔ اور اگر کچھ بھی سمجھ نہ آئے، کچھ بھی پتہ نہ چلے کہ کیا ہو رہا ہے تب بھی بیٹھنا ہی بیٹھنا ہے کیونکہ محبوب کا ذکر ہے۔ اور ایسے غیر ملکی ہم نے دیکھے ہیں امریکہ سے جو مہمان آیا کرتے تھے قادیان میں بھی اور ربوہ میں بھی یا باہر کے دوسرے ملکوں سے بھی پوری تقریریں خواہ وہ انتظام ٹرانسلیشن کا ہو یا نہ ہو، پوری تقریریں پورا وقت بیٹھ کر سنتے تھے۔ آواز آتی تھی سمجھ کچھ نہیں آتی تھی مگر خدا کی خاطر بیٹھے رہتے تھے۔ تو اگر باہر سے آنے والے وہ جو خالصتاً خلوص سے اللہ کی خاطر سفر کرتے ہیں یہ نمونے دکھا سکتے ہیں کہ جو زبان نہ بھی سمجھ آتی ہو اس میں بیٹھے رہیں۔ تو وہ لوگ جنہیں کچھ نہ کچھ وہ زبان سمجھ آتی ہے ان پر تو بدرجہ اولیٰ فرض ہے ان پر تو لازم ہے کہ وہ خدا کی خاطر اس مجلس میں بیٹھیں۔

اگر کچھ نہ بھی پلے پڑے تو آپ نے کچھ ضائع نہیں کیا یہ وقت آپ کے کام آگیا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ خدا کی خاطر بیٹھنے والوں کی صحبت ایسی بابرکت ہے کہ جو شخص محض پاس سے کسی اور غرض سے بھی بیٹھ جاتا ہے مگر شامل رہتا ہے اس پر بھی اللہ تعالیٰ برکت نازل فرماتا ہے اور فرشتوں کو کہتا ہے کہ ان کو بھی ان لوگوں میں لکھ لو جو میرے ذکر کرنے والوں کے پاس بیٹھے تھے اور ثواب کے مستحق ہیں۔ کیونکہ جو میری خاطر بیٹھنے والے لوگ ہیں مجھے اتنے پیارے ہیں، ایسے معزز ہیں کہ ان کے ساتھی بھی ان سے عزت پاتے ہیں تو آپ اس خاطر جلسے کی تقریروں میں بیٹھیں۔ اگر خود سمجھ نہیں آتی یا ذوق نہ بھی ہے، کم از کم اس وجہ سے ہی اللہ تعالیٰ کے پیار کی نظر پڑے گی اور ہو سکتا ہے یہی آپ کی بخشش کا سامان ہو جائے۔ تو وہ رونقیں جو جلسے سے باہر ہو جاتی ہیں وہ جلسوں کے اندر رہیں گی اور باہر کامل سکون اور امن ہوگا اور کوئی شخص بے ضرورت پھرتا دکھائی نہیں دے گا اور پنڈال ہمیشہ بھرے رہیں گے اور یہ بات تو خدا تعالیٰ ایمان بڑھانے کا موجب بنتی ہے، بہت اعلیٰ تربیت کا موجب بنتی ہے۔

پھر فرمایا "الذین یقیمون الصلوٰۃ" یہ لوگ نماز قائم کرتے ہیں۔ اب جلسے کے دوران مہمانوں کو بھی اور میزبانوں کو بھی دونوں کو نماز کو بہرحال قائم کرنا ہے۔ کیونکہ یہ سب تعریفیں ان لوگوں کی کی جارہی ہیں جنہوں نے آخر مغفرت کے دروازے سے گزرنا ہے۔ جن کے خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑے درجات ہیں۔ تو آپ کو اس کا مستحق یوں بننا ہوگا کہ نمازوں کو قائم کرنا ہوگا جلسے کے دنوں میں باقاعدگی سے۔ ہر شخص جو وہاں موجود ہو، اس دائرے میں، اسے نماز پڑھنی چاہیئے سوائے اس کے کہ کوئی فریضہ ایسا سپرد کیا گیا ہو ایسا نظام جماعت کی طرف سے کام ہو کہ اس وقت با جماعت نماز میں شامل نہیں ہو سکتا۔ اس کو پھر الگ با جماعت نماز پڑھنی چاہیئے۔ یعنی با جماعت نمازیں کئی ہو سکتی ہیں ایسی صورت میں۔ پس نماز کو قائم کریں اور نماز کو قائم کرنے کا یہ مطلب صرف نہیں ہے کہ آپ نماز با جماعت پڑھیں، لوگوں کو بھی پڑھائیں یہ اقام الصلوٰۃ ہے۔ سمجھائیں، پیار سے نصیحت کریں، ہمدردی کے جذبے کے ساتھ کہ کبھی دیکھا سنا نہیں ہے کہ اللہ کی طرف سے کیا آواز آئی ہے۔ "حی علی الصلوٰۃ" نماز کی طرف دوڑے چلے آؤ۔ نماز کی طرف دوڑے چلے آؤ۔ اس خدا کی طرف سے آواز آئی ہے جو کہتا ہے "اللہ اکبر، اللہ اکبر" خدا سب سے بڑا ہے، خدا سب سے بڑا ہے اور پھر تکرار سے تمہیں بتاتا ہے کہ تمہیں دعوت دینے والا ہر دوسری چیز سے بڑا ہے۔ "اللہ اکبر، اللہ اکبر" پھر کہتا ہے "حی علی الصلوٰۃ" جب یہاں تک پہنچتا ہے مگر اس سے پہلے "اشہد ان لا الہ الا اللہ، اشہد ان محمد رسول اللہ" یہ دو اعلان ہونے کے بعد پھر بلایا جارہا ہے۔ پوری تمہید قائم کر دی گئی ہے "حی علی الصلوٰۃ، حی علی الصلوٰۃ"۔

اور جن کو سمجھ نہیں آتی کہ نماز کی طرف کیوں آئیں ساتھ ہی بیان فرما دیتا ہے "حی علی الفلاح، حی علی الفلاح" تمہیں کامیابی کی طرف بلا رہے ہیں، تمہیں ہم نجات کی طرف بلا رہے ہیں۔ اس لئے اس آواز کو سننے کے بعد دور کھڑے رہ جانا یا پرے ہٹ کر بیٹھ رہنا بڑی سخت محرومی ہے، ایسی محرومی جو انسان کو مجرم بنا دیتی ہے۔ پس نماز کو قائم کریں۔ دوسروں کو بھی بلائیں خود بھی حاضر ہوں اپنے بچوں کی بھی تربیت کریں۔ جو مہمان آپ کے گھروں میں بیٹھے ہیں وہ بسا اوقات مجلس کے شوق میں بعض دفعہ دو دو بجے تک رات جاگتے رہتے ہیں۔ اور اس کے بعد سارے آرام سے سو جاتے ہیں کہ اب تو تھکے ہوئے ہیں۔ پھر میزبان یہ سمجھتا ہے کہ اونچی آواز نہ آئے کہ آنکھ نہ کھل جائے۔ اگر وہ نمازی بھی ہو تو آہستہ آہستہ اٹھتا ہے۔ یہ مہمان نوازی نہیں ہے، رزق کریم نہیں ہے جو پیش کر رہا ہے۔ اگر وہ معزز مہمان نواز، وہ مہمان نواز ہے جو خدا کی نمائندگی کر رہا ہے تو "حی علی الصلوٰۃ" اور "حی علی الفلاح" کو بھول کر وہ خدا کی نمائندگی کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ اس کا فرض ہے کہ اگر وہ یہ نہیں کہہ سکتا مہمانوں کو کہ سو جاؤ وہ سمجھتا ہے کہ ان کی دل آزاری ہوگی تو اٹھنے کا تو کہہ سکتا ہے۔ اٹھانے میں کوئی دل آزاری نہیں اگر وہ نماز کے وقت کا اٹھانا ہے بلکہ سنت رسول کے مطابق ہے۔ قطع نظر اس کے کہ کوئی تھکا ہوا ہے، کتنے دنوں کا جاگا ہوا ہے، جب نماز کا وقت آتا ہے تو جگانا سنت انبیاء ہے اور قرآن کریم جگانے ہی کی ہدایت کرتا ہے۔ اور صبح کی نماز میں یہ اعلان بھی داخل فرما لیا ہے کہ "الصلوٰۃ خیر من النوم، الصلوٰۃ خیر من النوم" دیکھو دیکھو نماز نیند سے بہت بہتر ہے۔ یہاں نیند کا فرق نہیں کیا کہ تھوڑی نیند سے بہتر ہے یا زیادہ نیند سے بہتر ہے۔ ہر نیند سے بہتر ہے۔ خواہ کیسے ہی تھکے ہوئے کی نیند کیوں نہ ہو۔ تو کم سے کم یہ تو کریں کہ نماز کے وقت دروازے کھٹکھٹائیں اپنے مہمانوں کے کہ میاں پہلے تم اپنے شوق سے جاگے تھے اب خدا کی خاطر جاگو۔ جس کی خاطر یہ سفر اختیار کیا تھا اس سے ملنے کے لئے اٹھو اور نمازوں کو اپنے گھروں میں قائم کریں تو پھر باقی عادات نمازیں درست کر لیں گی۔ کئی دفعہ آپ نے دیکھا ہوگا بعض لوگ جو تہجد کے لئے اٹھتے ہیں وہ کچھ دیر مجلس میں بیٹھتے ہیں پھر معذرت کر لیتے ہیں کہ میاں ہم نے تو صبح اٹھنا ہے معاف کر دو ہمیں تو جانا ہی جانا ہے۔ تو جس کی نمازیں درست ہوں اس کے باقی کام بھی درست ہو جاتے ہیں اس کی عادتیں بھی درست ہو جاتی ہیں اس کے اوقات مناسب وقتوں میں بانٹے جاتے ہیں اور ہر وقت کا جو اپنا حق ہے وہ اسے ادا کرتا ہے نماز کی مجبوری کی وجہ سے پس نماز کو قائم کریں۔ "و مما رزقنٰھم ینفقون" غیر اللہ کی طرف نہیں دیکھا۔ توکل کیا، اللہ سے رزق پایا مگر جو پایا اسے اپنے تک نہ رکھیں صرف۔ آگے پھر جتنا خدا نے دیا ہے توفیق ہو تو دوسروں کو بھی پیش کریں ان کو بھی اپنے رزق میں شامل کریں۔ اب دیکھیں کتنا زبردست مہمان بن رہا ہے اللہ کے لئے۔ ایسا مہمان ہے کہ اس کی ایک ایک ادا خدا کو پیاری ہے۔ اسی لئے اس موقع پر فرماتا ہے "اولٰئک ھم المومنون حقا" یہ سچے مومن ہیں۔ "لھم درجات عند ربھم" ان کی ایک ایک ادا خدا کے حضور ان کے درجے بنا رہی ہے۔ ہر جو بات بیان کی گئی ہے اللہ کی خاطر وہ اختیار کرتے ہیں وہ اللہ کو اتنی پیاری ہے کہ ہر بات ان کا ایک درجہ بڑھا دیتی ہے۔ "لھم درجات عند ربھم و مغفرۃ و رزق کریم" ان کے لئے مغفرت ہے اور مغفرت کے بعد پھر رزق کریم ہے جس کا پہلے ذکر کر چکا ہوں۔

پس اللہ تعالیٰ تمام ان میزبانوں کو جو یو۔کے جماعت سے تعلق رکھتے ہیں خدا کی خاطر آنے والے مہمانوں کی مہمان نوازی کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور جس طرح میں نے بیان کیا ہے صبر اور حوصلے کے ساتھ مغفرت کا سلوک کرتے ہوئے جہاں تک ممکن ہے ان کی دلداری کریں اور دل آزاری کو معاف کر دیں۔

اور آنے والوں کو میں اس ضمن میں یہ بھی نصیحت کرتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے تین دن کی مہمانی رکھی ہے اس کے بعد فرمایا "صدقہ" صدقہ ہے۔ اور مہمان کا فرض ہے کہ خصوصی اجازت لے کہ کیا چند دن اور آپ مجھے خوشی سے رکھ سکتے ہیں۔ یہ مضمون ہے عام مہمانوں کا۔ بعض رشتے دار ہیں، اپنی بچیاں ہیں اپنے گھر والے اور ہیں جو آپس میں ہمیشہ سے بعض روایتی تعلق رکھتے ہیں ایک دوسرے کے پاس جاتے ہیں مہینوں بھی ٹھہر جاتے ہیں دونوں کی خوشی کا موجب بنتا ہے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ تین گن کر سیدھے طور پر جائیں اور تین دن کے بعد کہیں کیا ہم ٹھہر سکتے ہیں۔ عقل سے کام لینا

چاہیئے، حکمت کی باتیں حکمت سے عمل میں لانی چاہئیں۔ مراد یہ ہے کہ جو عام مہمان ہیں جن کے ساتھ پرانے رابطے نہیں ہیں لمبے قیام کے، ان کا فرض ہے کہ تین دن سے زیادہ بوجھ نہ ڈالیں حق ادا ہو گیا اجازت چاہیں۔ اور اگر پھر وہ خوشی سے روکے یا آپ اجازت چاہتے ہیں اور آپ جانتے ہیں اس کا چہرہ دیکھ کر کہ کوئی انقباض نہیں ہے تو پھر بے شک کچھ دن اور ٹھہر جائیں مگر ایسے مہمان نہ بنیں کہ میزبان آئندہ ہمیشہ کے لئے مہمانی سے ہی توبہ کرلے۔ ایسے مہمان نہ بنیں جیسا ایک عرب بدو کے تجربے میں آیا تھا۔ ایک ایسا مہمان آیا جو اتنا کھاتا تھا کہ جب وہ میزبان سالن پہنچاتا تھا اور روٹی لینے جاتا تھا تو سالن ختم ہو چکا ہوتا تھا اور روٹی رہ جاتی تھی۔ پھر وہ دوڑتا تھا کہ روٹی کے لئے سالن لاؤں تو واپس آتا تھا تو روٹی ختم اور سالن باقی ہے۔ اس کا گھر اجڑ گیا چند دن میں۔ جتنی بکریاں تھیں ذبح ہو گئیں۔ بالآخر اس نے بڑے ادب سے اور احترام سے پوچھا اور عرب بدوؤں میں بہت مہمان نوازی کی روایات تھیں گھر تو قریباً لٹا بیٹھا اس نے بڑے ادب اور احترام سے پوچھا یا حضرت! کدھر کا ارادہ ہے خیال آیا کہ تھوڑا سفر آگے بھی چلوں۔ اس نے کہا بات یہ ہے کہ مجھے معدے کی تکلیف ہے بھوک نہیں لگتی۔ اور ایک حکیم کا سنا ہے اس علاقے میں کہیں ایک حکیم ہے جو بھوک تیز کرنے کی دوائیں دیتا ہے میں اس کی خدمت میں جا رہا ہوں۔ تو اس نے ہاتھ باندھ کر عرض کی، عربی شعر ہے ؎

یا ضیفنا ان زرتنا لوجدتنا ★ نحن الضیوف و انت رب المنزل

اے میرے معزز مہمان اگر پھر تجھے توفیق ملی ہماری زیارت کرنے کی تو تم یہ دیکھیں گے کہ ہم مہمان ہونگے اور تو میزبان۔ پہلی مہمانی رکھ لینا ہمارا سب کچھ قبضہ کر لینا اور میزبان بن جانا۔

تو ایسے مہمان نہ بن کر آئیں کہ میزبان توبہ توبہ کر اٹھے اور کہے کہ بس، کافی ہو گئی، آگے کہاں کا ارادہ ہے۔ خود ہی اپنے حیاء اور شرافت کے ساتھ وقت کے اندر اجازت چاہیں۔ اور جہاں تک روزمرہ کی تکلیفیں جو اس بات سے وابستہ ہیں ان کا تعلق ہے اللہ ہر میزبان کو جزاء دے گا جو اس کی خاطر قربانیاں کرتا ہے۔ اللہ آنے والوں کو بھی سچے معنوں میں مسلمان مہمان بننے کی توفیق عطا فرمائے اور یہاں رہنے والوں کو بھی سچے معنوں میں مسلمان میزبان بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ ایسے میزبان جن کی میزبانی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ رات ایک میرے بندے نے ایسی مہمان نوازی کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو مطلع کیا کہ جب وہ مہمان نوازی کر رہا تھا تو میں بھی ہنستا تھا، میں بھی خوش ہو رہا تھا، میں بھی لذت پا رہا تھا۔ تو خدا کرے انہی لوگوں میں سے جو یہاں مختلف بھیسوں میں پڑے ہیں بڑے بڑے معزز لوگ ان میں شامل ہیں ان کی مہمان نوازی کے ایسے انداز ہوں کہ آسمان سے ان کی مہمان نوازی کو دیکھ کر عرش کا خدا بھی چٹخارے لینے لگے۔ اللہ کرے کہ ہمیں ایسی توفیق عطا ہو۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل لندن)

انتخاب قائدین مجالس برائے سال ۹۶-۱۹۹۵ء و ۹۷-۱۹۹۶ء

مجالس خدام الاحمدیہ بھارت کے موجودہ قائدین کی میعاد ۳۱؍ اکتوبر ۹۵ کو ختم ہو رہی ہے اور آئندہ دو سال کے لئے قائدین کا نیا انتخاب ہوگا انتخاب کا سرکلر امیر/صدر جماعت کے نام ارسال کر دیا گیا ہے۔ امراء و صدر صاحبان جماعت سے گذارش ہے کہ وہ جلد از جلد انتخاب کروا کر دفتر خدام الاحمدیہ بھارت میں رپورٹ بھجوا دیں تاکہ قائدین کی منظوری دی جاسکے۔ جزاکم اللہ

صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

اعلانات نکاح

۱۔ میری ہمشیرہ فہمیدہ خانم بنت محمد یوسف صاحب مرحوم آف قادیان کا نکاح مکرم نذیر احمد صاحب چکوڑی ولد مکرم عبداللطیف صاحب چکوڑی آف بلگام (کرناٹک) کے ہمراہ مبلغ -/۲۰۰۰۰ روپے حق مہر پر مکرم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے مسجد مبارک قادیان میں ۱۷؍ اپریل کو پڑھا۔ رشتہ کے ہر جہت سے بابرکت ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔

عبدالمالک قادیان

۲۔ مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس مبلغ انچارج بنگال و آسام نے عزیزم دلاور علی خان ولد مکرم شیر علی خان صاحب سابق صدر جماعت احمدیہ سورو کا نکاح ہمراہ عزیزہ رخسانہ بنت شیخ سبقت اللہ صاحب دس ہزار روپیہ حق مہر پر ۱۳؍ اگست کو مسجد احمدیہ سورو میں پڑھا (اعانت -/۵۰) رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔

سید رشید احمد مونگھڑوی نزیل قادیان

۳۔ مکرم مولوی ضیاء الرشید ضیاء صاحب مبلغ سلسلہ جموں نے عزیزم برادرم باسط رسول ڈار صاحب مبلغ سلسلہ بمبئی کا نکاح عزیزہ فرحت باسط بنت مکرم محمد عبداللہ سالک صاحب ساکن آسنور کے ساتھ مبلغ پچاس ہزار روپے حق مہر پر ۳؍ اکتوبر کو آسنور میں پڑھا اسی روز تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ رشتہ کے ہر دو خاندان کے لئے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے (اعانت بدر و شکرانہ -/۱۵۰ روپے)

(عبدالحکیم وانی جنرل سیکرٹری کشمیر)

درخواست دعا

خاکسار کے والد محترم مولانا البشیر احمد صاحب خادم چند یوم سے علیل ہیں الٹرا ساؤنڈ کرنے پر پتہ چلا ہے کہ پتے میں پتھری اور پیشاب میں انفکشن ہے کمزوری بہت ہے۔ پتے کا اپریشن ہوگا۔

احباب جماعت اور تمام قارئین بدر سے محترم موصوف کی صحت کاملہ و شفائے عاجلہ کے لئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

(منیر احمد خادم قادیان)

خاکسار کافی پریشانیوں میں مبتلا ہے جملہ پریشانیوں کے ازالہ کیلئے نیز بیوی بچوں اور والدین کی صحت و سلامتی، بچوں اور بھائی بہنوں کی امتحان میں نمایاں کامیابی اور صحیح رنگ میں خادم دین بننے نیز دشمن کے ہر شر سے محفوظ رہنے کے لئے درخواست دعا ہے۔ اعانت -/۳۰ روپے

محمود احمد پرویز سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کالا بن لوہارکہ

مکرم برادرم طاہر احمد شاہ صاحب ابن مکرم مولوی غلام احمد شاہ صاحب مرحوم ماندوجن کشمیر سر میں خطرناک چوٹ آنے کی وجہ سے فریش ہیں چوٹ کی وجہ سے جسم کا پورا حصہ بے حس ہو گیا تھا اور بات بھی اچھی طرح نہ ہو سکتی تھی۔ ڈاکٹروں نے سر کا اپریشن تجویز کیا ہے موصوف کی شفائے کاملہ عاجلہ نیز اپریشن کی کامیابی کے لئے درخواست دعا ہے موصوف کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں انکی پریشانیوں کے ازالہ کے لئے بھی درخواست دعا ہے

جماعت احمدیہ صوبہ کشمیر کے بی اے بی ایس سی فائنل کے طلباء کے سالانہ امتحانات ہو رہے ہیں ان نامساعد حالات میں بچوں کے لئے کافی مشکلات کا سامنا ہے تمام بچوں کی اعلیٰ کامیابی کے لئے درخواست دعا ہے۔

(عبدالحکیم وانی جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ کشمیر)

اعلان معافی مکرمہ رحمت النساء بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر آدم علی بیگ صاحب مرحوم آف مانیکاگوڑا حال بھوبنیشور اڑیسہ کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت اخراج از نظام جماعت کی سزا معاف فرما دی ہے

(ناظر امور عامہ قادیان)

بقیہ صفحہ اوّل

محترم مبارک احمد ظفر صاحب کارکن وکالت مالی لندن اور محترم عبدالوحید خان صاحب انچارج کمپیوٹر سیکشن لندن شامل ہیں حضور کے سیکورٹی سٹاف میں محترم ملک اشفاق احمد صاحب اور محترم سخاوت احمد صاحب باجوہ شامل ہیں، اس دورہ میں محترم نبیل ارشد صاحب محترم نعیم احمد امینی صاحب محترم مسعود حیات صاحب، محترم بشیر احمد شریف صاحب اور محترم محمد اختر امینی صاحب نے رضاکارانہ طور پر ڈرائیونگ کی خدمات سرانجام دیں حضور انور نے ازراہ شفقت محترم رائے ریحان احمد صاحب آف جرمنی کو بھی قافلہ میں شامل ہونے کی اجازت مرحمت فرمائی جو جلسہ سالانہ برطانیہ ۱۹۹۵ء کے بعد سے لندن میں حضور کے خصوصی عملہ حفاظت میں خدمات سرانجام دے رہے تھے حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے نماز عصر و ظہر کے بعد کھانا تناول فرمایا اور آرام کے بعد ۵ بجے سہ پہر اپنے دفتر میں تشریف لے آئے اور احباب جماعت سے انفرادی فیملی ملاقاتیں شروع فرمائیں جو شام ساڑھے سات بجے تک جاری رہیں رات ۹ بجے حضور ایدہ اللہ تعالےٰ مسجد میں تشریف لائے اور احباب نے حضور کی اقتداء میں نماز مغرب وعشاء ادا کیں، اس کے بعد حضور اپنی رہائش گاہ میں تشریف لے گئے

۷ ستمبر ۱۹۹۵ء:۔

آج صبح ساڑھے پانچ بجے حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے مسجد میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی اور پھر سیر کے لئے تشریف لے گئے حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے باقاعدہ دفتری امور کی سرانجام دہی نو بجے شروع کی اور ۱۲ بجے دوپہر تک احباب جماعت سے انفرادی ملاقاتیں فرماتے رہے ۲:۳۰ پر نماز ظہر و عصر ادا کی اور پھر دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد آرام فرمایا ۵ بجے سہ پہر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے امیر جماعت احمدیہ انڈونیشیا کو شرف ملاقات بخشا اس کے بعد بعض اور احباب سے بھی حضور نے ملاقاتیں کیں اور ساڑھے چھ بجے MANNHEIM کے لئے روانہ ہوگئے جہاں حضور نے جلسہ سالانہ کے انتظامات کا معائنہ فرمایا ساڑھے آٹھ بجے رات معائنہ مکمل ہوا تو پونے نو بجے نماز مغرب وعشاء پڑھانے کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ واپس مسجد نور تشریف لے آئے۔ اس کے بعد ۸، ۹ اور ۱۰ ستمبر کو حضور ایدہ اللہ دن کے اوقات جلسہ گاہ میں گزارتے رہے جہاں حضور نے جلسہ سالانہ کی مصروفیات کے علاوہ مختلف ذرائع ابلاغ اور پارلیمانی نمائندگان سے بھی ملاقاتیں کیں۔

(جلسہ سالانہ کی مفصل رپورٹ علیحدہ شائع کی جارہی ہے)

مورخہ ۱۱ ستمبر کی صبح حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے احباب جماعت سے انفرادی ملاقاتیں فرمائیں ایک بجے بعد دوپہر جمہوریہ جرمنی کی پارلیمنٹ کے دو نمائندگان محترمہ PETRA ERNSTBERGER اور امور کشمیر کے ماہر جناب DR. KUBLER حضور سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئے حضور انور نے ان معزز مہمانوں کو دوپہر کے کھانے کی دعوت دی۔ اس دوران محترمہ PETRA نے حضور سے پاکستان میں خصوصاً کراچی میں امن وامان کی صورتحال کے بارہ میں استفسار کیا تو حضور نے کراچی میں ہونے والے کراچی فسادات کی تاریخ بتلائی اور ان حالات کی وضاحت کی جن کا یہ صورتحال منطقی نتیجہ ہے۔

مہمانوں نے پاکستان میں جماعت احمدیہ پر ہونے والے مظالم کی تفصیل بھی جاننا چاہی حضور نے اس کا بھی مفصل جواب دیتے ہوئے اس کا حل بھی بتلایا جس میں حکومت پاکستان کے لئے بھی راہنمائی موجود ہے کہ وہ جرأت مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کم از کم بعض ایسے ناجائز امور کو تو منسوخ کرسکتی ہے جو براہ راست اس کے اختیار میں ہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے مہمانوں کو لندن آنے کی دعوت بھی دی جسے انہوں نے بخوشی قبول کرتے ہوئے آئندہ سال وہاں جانے کا وعدہ کیا۔ معزز مہمان DR. KUBLER نے اس سے ایک روز قبل جلسہ سالانہ کے آخری روز بھی جلسہ گاہ میں حضور کی رہائش گاہ پر اپنے اہل وعیال اور ایک دانشور مسٹر EGON JUTTNAR کے ہمراہ ملاقات کی تھی

نماز ظہر وعصر حضور انور نے مسجد نور میں پانچ بجے سہ پہر جمع کرکے پڑھائیں اور اس کے فوراً بعد احباب جماعت سے فیملی ملاقاتیں شروع ہوگئیں جو نماز مغرب تک جاری رہیں نماز مغرب وعشاء کے بعد مسجد نور میں ہی تشریف فرما ہوئے اور ازراہ شفقت تین بچوں کی تقریب آمین میں شمولیت فرمائی، حضور نے بچوں سے قرآن سنا اور اجتماعی دعا کرائی اس کے بعد حضور اپنی رہائش گاہ پر جانے لگے تو آپ کو بتلایا گیا کہ WIESBADEN شہر کی عدالت کے ایک بڑے جج MR. SCHAPER حضور سے ملنے آئے ہیں چنانچہ حضور نے اسی وقت انہیں ملاقات کا وقت عطا فرمایا اور نصف گھنٹے تک ان سے تبادلہ خیالات فرماتے رہے۔

(باقی)

اعلانات نکاح

مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے مورخہ ۱۵ ستمبر ۹۵ء کو مسجد مبارک قادیان میں درج ذیل دو نکاحوں کا اعلان فرمایا۔

- عزیزہ امۃ الباسط فریحہ بنت مکرم منیر احمد خادم صاحب مدیر ہفت روزہ بدر کا نکاح عزیزم مکرم منصور احمد ابن مکرم مقبول احمد صاحب آف جمشید پور کے ساتھ مبلغ تیس ہزار روپے حق مہر پر
- عزیزہ شاہدہ رحمٰن زبیدہ بنت مکرم محمد انعام صاحب غوری ناظر دعوۃ و تبلیغ کا نکاح عزیزم مکرم کریم الدین شمس آف پاکستان کے ہمراہ ۱۲ ہزار روپے حق مہر پر۔ اللہ تعالیٰ ہر دو رشتوں کو جانبین کے لئے باعث برکت اور مثمر بثمرات حسنہ فرمائے آمین۔ خاکسار:

بشیر احمد طاہر سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ احمدیہ قادیان

طالب دعا: محبوب عالم ابن محترم حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم
NISHA LEATHER
SPECIALIST IN - LEATHER BELTS LEATHER LADIES AND GENTS BAG, JACKETS WALLETS ETC
19 A, JAWAHAR LAL NAHRU ROAD
CALCUTTA - 700081

Star CHAPPALS
PHONE 543105
WHOLLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS
105/661, OPP, BLOCK NO 7, FAHIMABAD COLONY
KANPUR-1- PIN:- 208001

C.K.ALAVI
RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM 679339 (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

PH- 26-3287
PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR & MARUTI
P, 48, PRINCEP STREET
CALCUTTA - 700072

بقیہ صفحہ ۲

جلسہ گاہ میں براہ راست نشر کی گئی حضور ایدہ اللہ نے اپنے خطاب میں پردہ کے حوالہ سے حیا کے مضمون کو بڑی وضاحت سے بیان فرمایا اور اس سلسلہ میں متعدد احادیث اور ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام پڑھ کر سنائے۔ حضور کا یہ خطاب ۳ بجے تک جاری رہا جس کے بعد وقفہ برائے طعام ہوا۔ ۵ بجکر ۳ منٹ پر حضور ایدہ اللہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے جہاں کاسل زبحن کے احباب ایک بہت بڑے دائرہ کی شکل میں کھڑے حضور کے منتظر تھے۔ چنانچہ طے شدہ پروگرام کے مطابق حضور نے ان سب احباب کو شرف مصافحہ بخشا۔ پھر سوا آٹھ بجے نماز مغرب و عشاء پڑھائی۔

دوسرا دن :-

دوسرے دن یعنی ۹ ستمبر کا پہلا اجلاس امیر جماعت جرمنی محترم عبد اللہ واگس ہاؤزر کی صدارت میں شروع ہوا۔ اس میں تلاوت و نظم کے بعد مکرم عبدالمنان منظور صاحب نے مغربی سوسائٹی کے منفی اثرات اور ہمارا لائحہ عمل اور مکرم طاہر احمد ظفر صاحب نے نو مبائعین کی تربیت اور ہماری ذمہ داریاں کے عنوان پر تقریر کی اس دوران دو نو احمدی احباب نے اپنی قبول احمدیت کی داستان بیان فرمائی اجلاس برخاست ہوتے پر پنڈال میں یوزنیت اور البانین مہمانوں کے ساتھ نشست کی تیاری ہونے لگی۔ ساڑھے بارہ بجے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ تشریف لائے تو تلاوت و نظم کے بعد سوالات کرنے کی اجازت دی گئی حضور انور نے بشمول کے سوالات کے مدلل اور دلوں پر گہرا اثر کرنے والے جوابات عطا فرمائے۔ اس تقریب کے آخر پر اجتماعی بیعت ہوئی جس کے بعد وقفہ برائے طعام و نماز ہوا ساڑھے پانچ بجے سہ پہر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے VIP ٹینٹ میں مختلف قومیتوں سے تعلق رکھنے والے زیر تبلیغ افراد جن میں عرب، ترک، فرنچ اور بنگالی شامل تھے کے ساتھ ایک دوسری تبلیغی نشست میں شمولیت فرمائی۔

اجلاس سوئم :-

مردانہ جلسہ گاہ میں سوا پانچ بجے سہ پہر مکرم آفتاب احمد خان صاحب امیر یو کے کی صدارت میں اجلاس سوم کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم حافظ انور پاشا صاحب نے کی ازاں بعد مکرم حامد محمود ذیشان نے خوش الحانی سے سیدنا حضرت المصلح الموعود کا دعائیہ منظوم کلام پیش کیا اس اجلاس میں جلسہ سالانہ جرمنی کے مہمان مقرر مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی کے چند واقعات" یوزنیت کے نو احمدی مکرم ابراہیم صاحب نے "قبول احمدیت کی داستان" اور مکرم و محترم مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب مشنری انچارج جرمنی نے "مخلوط معاشرہ کی کشش اور ایک مسلمان کا طرز عمل" کے موضوع پر خطاب فرمایا، نماز مغرب و عشاء کی ادائیگی کے بعد مجلس عرفان منعقد ہوئی جس میں حضور پر نور نے احباب جماعت کے سوالوں کے دلوں پر اثر کرنے والے جوابات عطا فرمائے۔

تیسرا دن :-

جلسہ کے تیسرے روز ۱۰ ستمبر بروز اتوار مردانہ جلسہ گاہ میں صبح کے سیشن میں مکرم ڈاکٹر عبدالغفار صاحب مبلغ سلسلہ نے "قبول احمدیت کے ایمان افروز واقعات" مکرم محمد الیاس صاحب منیر مبلغ سلسلہ نے "راہ مولیٰ کے ایک اسیر کی داستان" اور مکرم عبد اللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت احمدیہ جرمنی نے "خوشگوار گھریلو زندگی" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔

دوپہر سوا بارہ بجے جرمن احباب و خواتین کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک خصوصی نشست میں شمولیت فرمائی اور ان کے سوالات کے مدلل جوابات عطا فرمائے۔

اختتامی اجلاس :-

نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد جلسہ سالانہ جرمنی کے اختتامی اجلاس کی کارروائی سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صدارت میں شروع ہوئی تو SPD گروس گیراؤ (ناصر باغ) کے صدر MR-STUBE حضور کی اجازت سے ڈائس پر تشریف لائے اور اپنی پارٹی کی طرف سے خیر سگالی کے جذبات پیش کئے، انہوں نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ بعض مجبوریوں کی وجہ سے جماعت کو اپنا یہ جلسہ ان کے علاقے سے بہت دور یہاں من ہائم میں منعقد کرنا پڑ رہا ہے انہوں نے جماعت کے لئے نیک خواہشات کا اظہار کیا۔ حضور ایدہ اللہ نے ان کے اس اظہار محبت پر تہ دل سے شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد مکرم حافظ مبارک احمد صاحب نے تلاوت قرآن کریم کی۔ پھر مکرم داؤد احمد ناصر صاحب نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام نہایت خوش الحانی سے پیش کیا جس کے بعد حضور انور کا تازہ منظوم کلام "مکرم مبشر احمد صاحب باجوہ مرحوم کی یاد میں" پنجابی زبان میں مکرم محمد رفیق شاکر صاحب نے پڑھا۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سے اختتامی خطاب فرمایا جس میں آپ نے بنی نوع انسان کو امت واحدہ بنانے کے عظیم الشان منصوبہ پر روشنی ڈالی اور اس سلسلہ میں احباب جماعت کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی دعا سے پہلے سٹیج پر موجود بعض عرب اور پاکستانی نوجوانوں نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پرشوکت عربی منظوم کلام نہایت خوش الحانی سے پراثر انداز میں پیش کیا، اس کے بعد حضور انور نے پرسوز اجتماعی دعا کروائی جس کے ساتھ ہی جماعت احمدیہ جرمنی کا بیسواں سالانہ جلسہ اپنی اعلیٰ دینی و روحانی روایات کے ساتھ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ

شرف ملاقات :-

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے جرمنی میں ورود مسعود اور قریباً دو ہفتہ قیام کے دوران جلسہ سالانہ جرمنی اور دیگر ہمہ گیر مصروفیتوں کے باوجود پیارے آقا نے از راہ شفقت جرمنی کے مختلف ریجنز میں مقیم ۶۳۹ خاندانوں کے ۲۶۲۱ افراد کو شرف ملاقات بخشا اور انہیں شادکام کیا۔ الفرادی ملاقات کرنے والے احباب اپنی خوش نصیبی پر شاداں و فرحاں نظر آتے تھے شعبہ جنرل سیکرٹری کے ایک ترجمان محترم محمد اسلم شاد صاحب کی رپورٹ کے مطابق ان ملاقاتوں پر کل ۴۷ گھنٹے ۲۴ منٹ وقت صرف ہوا، علاوہ ازیں جلسہ سالانہ جرمنی کے دوران ۸ اور ۱۰ ستمبر کو من ہائم جلسہ گاہ میں حضور اقدس نے کاسل اور فرانکفورٹ ریجنز کے احباب سے اجتماعی ملاقات بھی فرمائی۔

نمائندگان :-

جماعت احمدیہ جرمنی کا بیسواں جلسہ سالانہ اس لحاظ سے بھی خصوصی اہمیت کا حامل تھا کہ امسال اس جلسہ میں شمولیت کے لئے جرمنی کے طول و عرض میں پھیلی ہوئی جماعتوں کے ہزاروں احباب و خواتین کے علاوہ تیس دیگر ممالک سے بھی بھرپور نمائندگی ہوئی جو بطور خاص دور دور کے ممالک سے خاص جلسہ میں شرکت کیلئے تشریف لائے تھے اور خدائی وعدہ یاتون من کل فج عمیق کا مظہر تھے۔

پاکستان، انگلستان، بیلجیم، سوئٹزرلینڈ، سپین فرانس، ڈنمارک، سویڈن ناروے، ہالینڈ، رومانیہ آسٹریا، بلغاریہ، امریکہ، کینیڈا گنی بساؤ، بنین، گیمبیا، مصر انڈونیشیا، فلسطین ترکی ہندوستان

دیکھو خدا نے ایک جہاں کو جھکا دیا

— ☆☆☆ —

साप्ताहिक 'बद्र'

क़ादियान [पंजाब]

सम्पादक :-
मुनीर अहमद ख़ादिम
उप सम्पादक :-
मुहम्मद नसीम खान
क़ुरैशी मुहम्मद फ़ज़लुल्लाह

वर्ष 2 हिन्दी भाग | 26 अक्तूबर, 1995 | अंक 45

पवित्र क़ुर्आन

दान

सद्क़ात (दान) तो केवल निर्धनों और मुहताजों के लिए हैं और उन के लिए जो दान इकट्टा करने के लिए नियुक्त किए गए है तथा उन के लिए जिन के दिलों को (अपने साथ) मिलाना अभीष्ट हो और इसी प्रकार क़ैदियों और ऋणियों के लिए तथा (उन के लिए जो) अल्लाह की राह में युद्ध करते हैं और यात्रियों के लिए हैं। यह अल्लाह की ओर से नियुक्त किया हुआ फ़र्ज़ (कर्त्तव्य है और अल्लाह बहुत जानने वाला एवं बड़ी हिक्मत वाला है। (अल्-तौब 30)

हदीस शरीफ़

खाने पीने के नियम

हज़रत आइशा (अल्लाह उन से राज़ी हो) वर्णन करती हैं कि हज़रत मुहम्मद मुस्तफ़ा सल्लअम ने फ़रमाया, "जब तुम में से कोई भोजन करने लगे तो पहले अल्लाह का नाम ले (अर्थात् यह कहे बिस्मिल्लाहिर्रह मानिर्रहीम। यदि शुरु में अल्लाह का नाम लेना भूल जाए तो यू कहे बिस्मिल्लाहे अव्वलहू व आखिरहू अर्थात् शुरु और आखिर में मैं अल्लाह का नाम लेता हूं।"
(तिर्मिज़ी शरीफ़ भाग 2 पृष्ठ 80)

हज़रत अबू सईद (अल्लाह उन से राज़ी हो) वर्णन करते है कि हज़रत मुस्तफ़ा सल्लअम जब भोजन करते या पानी पीते तो बाद में यह प्रार्थना करते :

"अल्हम्दु लिल्लाहिल्लज़ी अत्अमना
वसक़ाना व जअलना मिनल् मुस्लिमीन"

अर्थात् सब स्तुति उस अल्लाह के लिए है जिस ने हमें खिलाया और पिलाया और हमें मुसलमान बनाया।
(तिर्मिज़ी शरीफ़ किताबुद्दावात भाग 2 पृष्ठ 184

मलफ़ूज़ात

अहसान

सैय्यदना हज़रत मसीह मौऊद अलैहिस्सलाम फ़रमाते हैं।

इस बात को भी अच्छी प्रकार याद रखें कि खुदा ताला के दो हुक्म हैं पहला यह कि इसके साथ किसी को सम्मिलित न करे न इसकी ज़ात में न इसके गुणों में न प्रार्थना में दूसरा यह कि इन्सानों से हमदर्दी करो। अहसान से यह अभिप्राय नहीं हैं कि अपने भाईयों तथा सम्बन्धियों से ही करो अपितु कोई भी हो मनुष्य हो तथा खुदा ताला की ओर से बनाया गया कोई भी जीव हो यह मत सोचो कि वह हिन्दू है या ईसाई मैं तुम्हें सच कहता हूं कि अल्लाह ताला ने तुम्हारा न्याय अपने हाथ में लिया है। वह नहीं चाहता कि तुम इसे स्त्रंय करो जितनी अधिक नर्मी करो गे तथा जितना खुशहाली व सेवा से रहोगे अल्लाहताला इतना ही तुम से प्रसन्न होगा। अपने शत्रुओं को तुम खुदा के हवाले कर दो क़यामत नज़दीक है तुम्हें उन यातनाओं से जो शत्रु तुम्हें ★देते है घबराना नहीं चाहिये। मैं देखता हूं कि अभी तुम्हें उनसे बहुत से कष्ट उठाने पड़ेंगे क्योंकि जो लोग शिष्टाचार के चक्र से बाहर हो जाते है इनकी ज़बान ऐसी चलती है जैसे कोई पुल टूट जावे तो एक सैलाब बन जाता है। इसलिये धार्मिक व्यक्ति को चाहिये कि अपनी ज़बान सम्भाल कर रखें।

सामूहिक सिविल कोड की पुकार

(भाग 3)

बल्कि न्याय और सोसाईटी के अमन को देखते हुए इन नियमों को अपना लिया था। तो आज भी मुसलमानों में एक से अधिक शादी करने के रिवाज को खत्म न करके उसे हिन्दू मैरिज एक्ट में भी शामिल कर लिया जाये। इससे हिन्दुओं को दोहरा फ़ायदा होगा। पहला ये कि जो आज हिन्दुओं में हज़ारों की संख्या में लोगों ने एक से अधिक शादियां की है। उनकी शादियाँ वैध ठहरायी जायेगी। तथा दूसरा ये होगा कि एक से अधिक शादी के लिए या हिन्दुओं के अधीन दूसरे धर्मों के लोग भी हिन्दू धर्म को छोड़ने वाले अपने ही धर्म में रहेगें। और हिन्दू धार्मिक लीडर भी हिन्दुओं के प्रतिदिन के धर्म परिवर्तन के डर से भी बचे रहेगें लेकिन न्याय की बात तो यह है कि जातिवाद और संकुचित दृष्टि को छोड़कर उस धर्म पर ज़रूर विचार करना चाहिए जिसने हिन्दु ला पर बहुत से उपकार किये है। और जिससे हिन्दू भाईयों के अलावा बुद्ध जैनी और सिक्ख धर्म के करोड़ों लोग भी फायदा उठा रहे है।

(मुनीर अहमद ख़ादिम)

अनमोल मोती

★ अपने आप को सब से बड़ा व उत्तम समझना जहालत है समझदार वह व्यक्ति है जो हर व्यक्ति को अपने से उत्तम समझे।

★ ताक़तवर वह व्यक्ति नही जो दूसरे को हरा दे बल्कि ताक़तवर वह व्यक्ति है जो क्रोध के समय अपने आप पर क़ाबू रख सके

★ तालीम का मकसद दिमाग को बहतरीन झरना बनाना है। तालाब नहीं।

★ सितारे आसमान का जेवर हैं। शिक्षित व्यक्ति ज़मीन की ज़ीनत है।

★ उस दिन पर आँसू बहाओं जो इबादत के बग़ैर गुज़र गया।

(शोएब अहमद क़ादियान)

हज़रत पैग़म्बरे इस्लाम का साधरण जीवन

भाग 6

हज़रत रसूले करीम ने यह शिक्षा दी कि ईश्वर प्रदत्त शक्तियों का सदुपयोग ही सच्ची उपासना है। परमात्मा ने मनुष्य को आंखें देखने के लिए दी है। उनको बन्द रखना अथवा उनको निकलवा देना कोई उपासना नहीं अपितु धृष्टता है। देखने की शक्ति का प्रयोग करना पाप नहीं। सुनने की शक्ति से कर्णपुटों को वंचित कर देना कोई उपासना नहीं, प्रत्युत किसी की अनुपस्थिति में किसी की निन्दा करते सुनना और दूसरी अप्रिय बातें सुनना पाप है। खान-पान में सर्वथा त्याग कर देना मानो आत्म-हत्या करना है और यह अक्षम्य पाप है हां! खान पान में लिप्त रहना, निषिद्ध एवं अक्षम्य पदार्थो का खाना यह भी पाप है। यह एक अनुपम और महान् तथ्य था जो हज़रत रसूले करीम ने लोगों के सम्मुख रखा और इसे किसी पूर्ववर्ती अवतार अथवा किसी सुधारक ने नहीं रखा था।

शिक्षा का सार

ईश्वर प्रदत्त शक्तियों के नियमपूर्वक प्रयोग का ही नाम सदाचार है। नैसर्गिक शक्ति को नष्ट कर देना मूर्खता है इनको वर्जित कार्यो में लगा देना दुराचार है। इनका नियमपूर्वक प्रयोग वास्तविक पुण्य है। यह सार है हज़रत पैग़म्बरे इस्लाम की शिक्षा का यह सार है हज़रत रसूले करीम के जीवन का। हज़रत आयशा का आपके विषय में कथन है कि हज़रत रसूले करीम का यावज्जीवन यह नियम रहा कि जब कभी आपके सामने दो मार्ग होते आप उन दो में से उस मार्ग को ग्रहण करते जो सुगम होता और जिसे ग्रहण करने में पाप की कोई सम्भावना न होती। यदि किंचितमात्र भी उसमें पाप का संदेह होता तो समस्त लोगों की अपेक्षा आप उससे अत्यधिक घृणा करते और दूर रहते। (मुस्लिम)। कैसा प्रशसनीय एवं उत्कृष्ट आदर्श है।

कितने ही लोग अपने आपको दुख और कष्टों में डालते हैं। परमात्मा के प्रसन्न करने के लिए नहीं अपने आपको अकारण कष्टों में डालने से परमात्मा प्रसन्न नहीं होता अपितु लोगों के ठगने के लिए वे ऐसा आडम्बर रचते हैं। वास्तव में उनमें लेश-मात्र आध्यात्मिकता नहीं होती। वे दम्भाचारिता एवं छल-कपट से लोगों को प्रभावित करके स्वार्थ-सिद्धि चाहते हैं और अपने कुकर्मो को छुपाने के लिए लोगों की आंखों में धूल डालते हैं। परन्तु हज़रत मुहम्मद साहिब का प्रमोद्देश्य तो अपने परमात्मा को प्रसन्न रखना और आत्मिक पवित्रता प्राप्त करना था। आपको ऐसे बनावटी एवं कृत्रिम उपायों की क्या आवश्यकता थी? यदि संसार आपको बुरा समझता तो भी और यदि भला समझता तो भी आपके लिए समान ही था।

आपके सम्मुख तो केवल यह था कि परमात्मा मुझे क्या समझता है और मेरी अन्तरात्मा मुझे क्या समझती है। आत्मा तथा परमात्मा की साक्षी पश्चात् यदि मनुष्य जाति भी सच्ची साक्षी देती तो आप उनका धन्यवाद करते और यदि वह पापपूर्ण दृष्टि से आपको देखती तो आप उनकी दर्शन शक्ति पर शोक प्रकट करते और उनको कोई महत्व न देते।

मानव जाति से आपका व्यवहार

अपनी धर्मपत्नियों के साथ आपका व्यवहार अत्यन्त प्रेमपूर्ण एवं न्यायपूर्ण था। एक दिन आपने हज़रत आयशा से कहा, "हे आयशा, जब तुम मुझ से अप्रसन्न होती हो तो मुझे पता लग जाता है"। हज़रत आयशा ने पूछा, 'कि आप को कैसे पता लग जाता है?" तो आपने कहा, कि जब तुम मुझ पर प्रसन्न होती हो और कोई शपथ लेने का मामला आ जाता है तो तुम सदैव यही कहती हो, मुहम्मद के परमात्मा की क़सम बात इस प्रकार हैं और जब तुम मुझ से अप्रसन्न होती हो और शपथ लेने की आवश्यकता होती है तो तुम कहती हो इब्राहीम के परमात्मा की शपथ, बात इस प्रकार है। हज़रत आयशा यह सुनकर हंस पड़ी और कहा कि यह बात सत्य है। (बुख़ारी)

हज़रत ख़दजा जो आपकी बड़ी धर्म-पत्नी थी और जिन्होंने आपकी तन्मय होकर सेवा की थी, उनके स्वर्गवास कर जाने के पश्चात् आपका युवतियों से विवाह हुआ। तथापि आपने हज़रत ख़दीजा को विस्मरण नहीं किया। हज़रत ख़दीजा की सखियां जब भी आती आप उनके स्वागत के लिए खड़े हो जाते।

(मुस्लिम)

हज़रत ख़दीजा के हाथ की बनी हुई कोई वस्तु आपके सामने आ जाती तो आपकी आंखे सजल हो जाती। 'बदर' के युद्ध में जब आपके एक जामाता भी बन्दी होकर आए तो मुक्त होने के लिए अर्थ दंड देने के लिए उनके पास कुछ न था। (अर्थात् हज़रत रसूले करीम की बेटी 'ज़ैनब) ने एक कंठहार जो उनकी माता ख़दीजा का था और अपनी माता का स्मारकरूप यह एक अन्तिम चिन्ह था, अर्थ दंड चुकाने के लिए मदीना से भेजा। जब कंठहार हज़रत रसूले करीम ने देखा तो आपने पहचान लिया। आपकी आंखों में आंसू भर आए और आपने सहचारियों से कहा, "मैं आप महानुभावों को आदेश रूप से तो नहीं कहता क्योंकि मुझे यह कहने का अधिकार नहीं, किन्तु मैं जानता हूं कि यह कंठहार मेरी बेटी ज़ैनब के पास उसकी माता का स्मारकरूप में एकमात्र चिन्ह हैं। यदि आप स्वेच्छापूर्वक ऐसा कर सकते हों तो मैं सिफ़ारिश करता हूं कि मेरी बेटी को इससे वंचित न किया जाए और यह कंठहार उसको वापिस भेज दिया जाए" । सहचारी महोदयों ने कहा, हे परमात्मा के रसूल, हमारे लिए इससे अधिक हर्ष का कारण और क्या हो सकता है।" इस प्रकार उन्होंने कंठहार हज़रत ज़ैनब को लौटा दिया।

क़ाइदीन-ए-मजालिस का चुनाव, वर्ष 1995-1997

मजालिस ख़ुद्दामुल अहमदिय्या, भारत के वर्तमान क़ाईदान की अवधि 31 अक्तूबर, 1995 को समाप्त हो रही है। अब वर्ष 1995-97 के लिए चुनाव होने हैं। इस सम्बन्ध में आवश्यक पत्र अमीर/सदर जमाअत को भिजवा दिया गया है।

जमाअत के अमीर सदर साहिबान से निवेदन है कि वे शीघ्रातिशीघ्र क़ाएद चुनाव करा कर दफ्तर ख़ुद्दामुल अहमदिय्या, भारत में रिपोर्ट भिजवा दें ताकि नए क़ाइदीन की स्वीकृति दी जा सके।

सदर, मजलिस ख़ुद्दामुल अहमदिय्या, भारत

प्रिन्टर व पब्लिशर मुनीर अहमद हाफिज़ाबादी

बब्बल प्रिंटिंग प्रैस, कादियां, फोन 20121